بسم اللہ الرّحْمن الرّحیْم
وصلی اللہ علیك یا ولی العصر ادرکنا

گزشتہ اقوام میں تذکرہء امام مہدی علیہ السلام

استغفاش : کیا کریں ہوس پرستوں کی طغیان بڑھتی جا رہی۔ ہر نہال چمن کے لے تبر تیز کیے جا رہے ہیں طائر نغمہء زن کے لئے نئی نئی شکلوں میں قفس بنائے جارہے ہیں۔ اقوام عالم کی پیش رفتی نے گوشت پوست کے انسان کو بلا خبر ہوائے نفسی کے بال و پر دے دیئے ہیں۔ تہذیب برہنہ ہو کر رقص کر رہی ہے۔ ہر شے کا مزاج الٹ رہا ہے۔ محفلوں میں وہ صنف جسے مستور کہا جاتا ہے عریاں ہو رہی ہے۔ اس انسانی برادری میں ابھرتے جوان ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ایک کی فکر دوسرے سے ٹکراتی ہے۔ مفاد ذاتی پیش نظر ہے۔ رواداری پر تنے پر ویسے ہو جاتے ہیں جیسے سب ہیں۔ اگر اس میں عافیت تلاش کرتے ہیں کہ اسی حمام میں اتر جائیں جس میں سب برہنہ ہیں تو پرہیزگاری کو داؤں پر لگانا ہوگا اور اگر ایسا نہیں کرتے ہیں تو عاجزی ہے محرومیت ہے۔ دائرۂ آزاد فکراں کے حدود سے دھکے مار کر باہر نکالے جاتے ہیں۔ چپ رہیں تو دم گھٹتا ہے اگر بات کریں تو دست نگاراں سے منہ پر طمانچے پڑیں۔ یا اللہ اتنی بڑی کائنات میں جہاں جاؤں جہاں دیکھوں یہی منظر ہے۔ اسی طرح کی قتل گہوں نے محفل یاراں سجا رکھی ہے۔ دنیا کی خبر لینے جاؤں تو اخبار کے صفحات پر ایسی ہوسناک اور نفس پرستی کی بر انگیزگی کی دعوت دیتی ہوئی گندی تصویر میں سجائیں گئی ہیں جس سے پتوں سے شرمگاہوں کو ڈھانکنے والے انتہائی ابتدائی انسانی سماج کے افراد بھی شرم سے اپنا منہ ڈھانپ لیں۔ یہ ان کی تہذیب کے شاکی انسان کی فریاد ہے۔ اسکی فریاد ہے جو اللہ تعالی کی احدیت، صمدیت، اور قدرت اور سرمدیت پر ایمان رکھتا ہے اور اسے یقین ہے کہ خالق نے اس دنیا کو خلق کیا اور اس دنیا کی و مخلوقات میں انسان کو اعلی ترین اور اشرف ترین مخلوق قرار دیا ہے۔ اور اس نے نہ اس دنیا کو اور نہ اس پر بسنے والے انسانوں کو بے مقصد پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے جب مومن جس کی متاع حیات ایمان ہے اور اس پر ضرب لگے گی تو وہ بے چین ہو گا جتنا کاری طاغوتی زخم ہو گا اتنی بے چینی اور کرب زیادہ ہو گا۔ فریاد نہ کرے تو پھر اور کیا کرے۔ ہمیں ان فریادوں کی آواز قدیم زمانہ سے سنائی دے رہی ہے یہ اور بات ہے عہد بہ عہد مردم سوز اور انسانیت کی تباہ کاریوں کے زاوئے تیزی سے بدلتے رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس نے عہد حاضر میں اپنی آنکھ کو شعور کو ایمان کی روشنی دی اور اللہ تعالی کی عبودیت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھا اور اس پر گھرا یقین رکھا بس یہ مصائب یہ رکاوٹیں یہ زہر میں بجھی ہوئی شہواتی اداکے اشتہارات اپنی معصیت کی روشنی میں بکھیرتے رنگ والے شہوت زا پوسٹروں سے اپنے دائرہ عمل میں لانے والے عوامل صرف اسی عہد کے ایمان والوں کے لئے سخت آزمائش کا عہد ہے یا یہ نمائش نہ آفتیں۔ یہ معصیتیں قدیم زمانے سے اپنے اپنے عہد کے ایمان کی پناہ گاہوں میں ٹوٹتی رہی ہیں، نازل ہوتی رہی ہیں۔ اور اپنی تباہکاریوں سے کسی بے گناہ کو نہیں بخشا ہے ؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ قدیم زمانہ سے جب سے مورخ نے قلم سنبھالا ہے اس زمانہ سے بڑی بڑی دکھ بھری داستانیں رقم طراز کی ہیں جن کے ہر ہر حرف سے معصوم اور مزدوروں کا خون ٹپک رہا ہے تو کس کے بل بوتے اور کس کے سہارے اتنے دکھ اٹھائے۔ درد سہے، ٹھوکریں کھائیں، زخمی ہوئے یا آخر شہید ہوئے اور پھر عہد کے آخر میں اپنی وراثت کو آنیوالے اشرف انسانوں کو دے کہ آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔ قدیم زمانے کے افراد آخر نہیں رہے لیکن ان کا استغاثہ کسی عدالت کرنے والے کو عہد بہ عہد سلسلہ وار تلاش کر رہا ہے۔ چنانچہ استغاثہ خود بول رہا ہے، کہ کوئی مضبوط سہارا ہے کوئی زمانہ کا صاحب ہے جس کے انتظار کے مرکب پر امید کی شہزادی کا سفر جاری ہے۔ یہ استغاثہ مایوسی کا بوسیدہ لباس نہیں پہنے ہوئے ہے۔

بلکہ ہر عہد میں یہ خلعت نو میں نظر آتا ہے۔ یہ احساس ہے بقائے ثبات قدمی کی۔ اس استغاثہ میں قدرت کے عہد و پیمان کی وہ جلوہ گاہیں نظر آتی ہیں جہاں امید کے ہزاروں چراغ روشن ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف اور صرف یہی وہ استغاثہ ہے جسکے لئے معبود کی طرف سے لبیک کی صدائے دلنواز نغمہ ہائے آسمانی بن کر فطرت میں ابھرتی ہے جو وجود خاکی کو کوہ و دمن کی سیر کراتا ہے۔ قدیم زمانہ کی اقوام میں عوام نے انصاف اور عدالت کی گہار مچائی ہے۔ اپنے حقوق کی آواز اٹھائی ہے اور طاقتور طبقہ نے اس آواز کو دبانے کی بھر پور کوشش بھی کی ہے۔ قدیم مذاہب کی کتابوں میں یہ ریکارڈ موجود ہے کہ اس طبقہ کے افراد جو اپنی دیانتداری، نیکی اور صداقت اور صالحیت کی بنا پر کمزور کر دیئے گئے ہیں ان کے علم و یقین نے کسی نجات دہندہ کے آنے کی خوشخبری دی ہے۔

آئے دیکھیں اس کے انتظار کا ذکر جو موعود ہے اور عدالت الٰہیہ کا منصب دار ہے اور جو سر چشمہ حیات ہے۔ جو متاع نجات ہے اور جو روح کائنات ہے اقوام دیرینہ ان کی

کتابوں میں کس طرح ہوا ہے جسکا اجمالی جائزہ ہی ممکان ہے اس لئے کہ اس پر دانشمندوں نے جتنا کام کیا اس کا کینواس وسیع و بسیط ہے۔

۱ - کتاب وید

یہ کتاب قدیم زمانہ سے ایک آسمانی کتاب تصور کی جاتی ہے۔ اس میں تحریر ہے دنیا میں جب خرابیاں بڑھ جائیں گی تو آخری زمانہ میں ایک بادشاہ آئے گا جو ساری مخلوق کا پیشوا ہو گا اس کا نام منصور ہوگا۔ وہ ساری دنیا پر قابض ہوگا اور وہ اپنا دین لائے گا۔ مومن اور کافر کو خوب پہنچانے گا۔ اور وہ جو کچھ خدا سے چاہے گا اسے دستیاب ہو گا۔ (منصور القاب مہدی) میں سے ایک ہے۔

۲ - کتاب باسک

لوگوں کی دین سے دوری ختم ہو جائے گی۔ وہ ملائکہ ۔ پریوں اور آدمیوں کا بادشاہ ہو گا۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کی خبر رکھے گا۔ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہ ہوگی اس سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا نہ ہوگا۔

۳ - اوپانیشد

صفحہ ۳۷۳ یہ صاحب ویشو کا دسواں اوتار ہو گا سفید گھوڑے پر سوار شمشیر جو دمدار ستارہ کی طرح دمکتی ہو گی اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ جب صاحب اقتدار ہوگا تو اشرار عالم کا خاتمہ کر دے گا اور خلقت کو پھر سے حیات نو بخشے گا اور پاکیزہ صفت لوگوں کی رجعت کا باعث ہو گا۔

۴ - جین کی مقدس کتاب میں ہے (تھوکڑھ کے سقروں کے اشارے)

جب فساد، انحطاط اور تباہی پوری دنیا میں پھیل جائے گی ایک انسان کامل جس کا نام (تیتنگر) یعنی خوشخبری دینے والا ہوگا ظاہر ہوگا ۔ وہ تباہ کاری کو نیست و نابود کر دے گا اور پاکیزگی اور صفائی کردار کو دنیا پر قائم کر دے گا۔

۵ - شاکمونی

ہندو عقائد کی بنا پر پیغمبر اور صاحب کتاب آسمانی تھے۔ فرزند سید خلائق جسکا نام "کشن" ہے اس کی ذات پر بادشاہی اور حکومت دنیا تمام و کمال پر منتہا ہوگی۔ (کشن لغت ہندیاں میں بہ معنی پیغمبر کے ہیں)

ہم اس کے بعد کتاب زبور کے چند اقتباسات پر وارد ہوتے ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

ا - مزامیر داود علیہ السلام جو آجکل پرانی کتاب تورات کا ایک جز ہے اس میں خداوند متعال داؤد علیہ السّلام کو اس طرح مخاطب فرماتا ہے۔ (۱) شر پسندوں کے سبب تشویشناک مت ہو (مزمور ۳۷) (ب) اس لئے کہ وہ گھاس پوس کی طرح کٹ جائیں گے (ج) اور مثل سبز گھاس کے مردہ اور خشک ہو جائیں گے (د) خدا پر توکل کرو اور نیکی کرو (ھ) خدا کے قرب میں خاموش رہو اور اس کا انتظار کرو۔

زبور میں آگے چل کر اس طرح کی عبارت ہے۔ اہل علم و حلم زمین کے وارث ہوں گے۔ اور نہایت سلامتی کے ساتھ فروانی نعمت الہٰی سے متلزذ ہوں گے۔ (دوسری طرف) شر پسندوں کا گروہ شمشیر برہنہ لیۓ ہوں گے اور کمان پر چلہ کو چڑھا کر تیر رکھے ہوئے آگے بڑھیں گے اور فقیر اور مسکین کو مارتے ہوئے سچے اور نیک لوگوں کو قتل کریں گے ۔ لیکن (بعد ظہور) ان کی شمشیر انہیں کے دلوں میں اتر جائے گی اور ان کی کمانیں ٹوٹ جائیں گی اس لئے کہ شر پسندوں کے بازو ٹوٹ چکے ہوں گے۔

بس خداوند متعال صالحین کی تائید کرتا ہے کہ خد اس روز کو خوب جانتا ہے جب صالحین کو اس زمین کو ابد الآباد تک اس کا وارث قرار دے (قرآن مجید کی آیہ کریمہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (سورہ انبیاء، آیت ۱۰۵)

<u>تورات</u>

اس آیہ کریمہ کے تحت کتاب آسمانی تورات کی یاد آوری کی گئی ہے۔ جیسا کہ اور انبیاء کی آیت ۴۸ میں بات واضح ہو گئی ہے۔ انجیل

انجیل متی بند ۳۱، انجیل مرقس بند ۱۳۳، انجیل لوقا بند ۳۵ تم ان بیانات کے نچوڑ کو چند جملوں میں تحریر کریں گے جن کی حساسیت اور اہمیت ظہور امام زمان علیہ السلام کا طویل انتظار ہے۔

ا - کچّ میرے نام سے دعویدار ہوں گے اور گمراہ کریں گے

۲ - کچھ جھوٹے اور کاذب خود کو نبی کہیں گے اور گمراہ کر یں گے۔

۳ - جو آخر زمان تک صبر کرے گا اسی کو نجات ملے گی۔

۴ - ایک انسان کا پسر برق کی طرح آسمان مشرق سے ظاہر ہوگا اور مغرب تک دکھائی پڑے گا۔

۵ - اور انسان ہو گا جو بادلوں پر سوار اور بڑا قوت و جلال والا ہوگا اور فرمان دہ فرشتگان ہو گا۔

آسمان اور زمین مٹ جائینگے لیکن میرا قول باقی رہے گا۔

زرتشت : (آتش پرست) ان کی کتاب (جاماسب نامہ)

جاماسب

زرتشت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام مہدی علیہ السلام اور رجعت کے بارے میں یوں بیان ملتا ہے۔

عرب کا پیغمبر خاتم النبیین ہو گا۔ مکہ میں پیدا ہو گا۔ اونٹ پر سوار ہو گا۔ اس کی قوم شتر سواروں کی ہو گی۔ بندگان خدا کے ساتھ تناول فرمائینگے۔ بندگان خدا کے ساتھ رہیں گے اور اس کے جسم کا سایہ نہ ہو گا۔ وہ جسطرح سامنے دیکھے گا اسی طرح اپنے عقب کو بھی دیکھے گا اس کا دین تمام دینوں میں اشرف ہو گا۔ اور اس کی کتاب دوسری آسمانی کتابوں کو اور پہلوی کو برطرف کر دے گا۔ آتش کدوں کو خاموش کر دے گا۔ پیش دادیاں، کنانیاں، سسائیان اور اشکانیان سب ختم ہو جائینگے۔

اس پیغمبر کی دختر کے فرزندوں میں سے ایک فرزند جس کا نام شاہ زمان ہو گا و h بادشان ہو گا.... اور اس کی حکومت کے سامنے دوسری حکومتیں ختم ہو جائیگی اس کے زمانہ میں پاک بینوں اور پیامبروں اور صالحین کی رجعت ہو گی۔ (شرط انتظار ہے)

قارئین کرام سفر انتظار امام مہدی علیہ السلام دور دراز ماضی سے جاری ہے۔ دنیا جہاں نیک بندوں کے لئے جائے مصائب ہے وہیں امید صبح ظہور کی نوید قدیم زمانہ سے گونج رہی ہے۔ حضرت عیسی روح اللہ کے بعد تقریباً ۶۰۰ برس کی مدت کا فاصلہ ہے جب مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے۔ آپ خاتم المرسلین ہیں۔ خاتم الانبیاء میں آپ پر دین کے کمال و تمام کی مہر لگائی گئی ہے شریعت آپ کی سیرت اور قرآن کریم کے مضبوط ستون پر اسطرح قائم و دائم ہوئی کہ اب متزلزل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں امام منصور امام زمان علیہ السلام کے لئے تقریبا ۲۵۶ آیتوں کا ایک گلدستہ ہے۔ اور سیرت نبوی کی تبلیغ کے ہر موڑ پر آپ کا ذکر

ہے۔ حتی مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری حج کی واپسی میں خم غدیر میں جہاں امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سر پر تاج ولایت و جانشینی رکھا وہیں اپنے بارہ جانشینوں کا اعلان بھی کیا اور اپنے آخری جانشین کی علامتوں کا بھی اعلان کیا۔ اس کا نام میرا نام ہو گا۔ اس کی کنیت میری کنیت ہوگی قسط و عدل کا اجالا ہو گا۔ ظلم و جور کی تاریکی چھٹ جائیگی۔ اللہ اس منتظر کی جلوہ گاہ کی جھلک دکھا دے جس کے لئے قدیم ترین اقوام کے منتظرین سے لے کر عہد بہ عہد ایک کاروان خوش آئندہ مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہمیں اس میں شامل فرما۔ آمین۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام اور حضرت امام۔ مہدی علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں جو آواز استغاثہ بلند کی تھی وہ کربلا میں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس آواز پر ان لوگوں نے بھی لبیک کیا تھا جو اس وقت دنیا میں نہ تھے بلکہ عالم ارواح میں اس آواز کو سن رہے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادت اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور میں بڑا گہرا ربط ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی حدیثوں اور زیارتوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ اور حضرت امام مہدی علیہِ السلام کے کلمات میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مصائب کا ذکر ہے مضمون کی محدودیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

۱ ۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نگاہ میں :

سعد بن عبد اللہ قمی کا بیان ہے میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کھیعص کی تاویل دریافت کی۔

یہ غیب کے حروف ہیں خدا وند عالم نے اپنے بندہ جناب زکریا کو اس سے آگاہ کیا تھا پھر وہی بات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرمائی جناب زکریا نے خدا سے درخواست کی تھی انہیں اسماء خمسہ (پانچ نام) تعلیم کئے جائیں خدانے جبرئیل کے ذریعہ یہ نام تعلیم دیئے۔

جناب زکریا جب محمد، علی فاطمہ اور حسن کا نام لیتے تھے تو ان کا رنج و غم دور ہو جاتا تھا لیکن جب حسین علیہ السّلام کا نام لیتے تھے تو غم زیادہ ہو جاتا تھا۔ ایک دن انہوں نے خدا سے دریافت کیا خدایا جب میں چار نام لیتا ہوں تو آرام و سکون ملتا ہے لیکن جب حسین کا نام لیتا ہوں تو رنجیدہ ہو جاتا ہوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اس وقت خدا نے ان کلمات کے ذریعہ داستان بیان کی۔

'ک' سے کربلا، ' ہ' سے عترت طاہرہ کی ہلاکت و شہادت، ' ی' سے یزید ظالم، ' ع' سے عطش و پیاس، ' ص' سے صبر امام حسین علیہ السّلام۔

یہ سن کر جناب زکریا اس قدر غم زدہ ہوئے کہ تین دن تک اپنی محراب عبادت سے باہر نہیں آئے اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیا مسلسل روتے رہے خدایا تیری بہترین مخلوق کے فرزند پر مصیبت نازل ہونے والی ہے اس پر میں غم زدہ ہوں۔

خدایا مجھے ایسا فرزند عطا کر جو پیری میں میرا سہارا ہو اور میری آنکھوں کی روشنی ہو وہ میرا وارث ہو اور میرا وصی ہو پھر اس کے غم میں مجھے مبتلا کر جس طرح تونے اپنے حبیب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے فرزند کے غم میں مبتلا کیا ہے۔

خدانے جناب زکریا کو یحییٰ عطا کئے اور ان کے غم میں مبتلا کیا۔ جناب یحییٰ اور حضرت امام حسین علیہ السّلام دونوں کے حمل کی مدت ۶ باہ ہے۔

(کمال الدین، ج ۲، ص ۴۲۰)

حضرت امام مہدی سمیرا امان میں مبینہ کی نگاہ میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ حارث اعور نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے "و الشمس و ضحها" کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا: اس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں "والقمر اذا تلها" کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا: اس سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں۔ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہیں۔ "والنهار أذا جلها " کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا

ذَالِکَ الْقَائِمُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا۔

اس سے حضرت قائم آل محمد مراد ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔

(تفسیر فرات کوفی، ص ۲۱۲)

حضرت امام مہدی علیہ السلام منتقم خون امام حسین علیہ السّلام

حضرت امام حسین علیہ السّلام اور ان کے اصحاب کی مظلومانہ شہادت کا انتقام حضرت امام مہدی علیہ السلام لینگے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے قرآن کریم کی اس آیت

وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا

جو مظلوم قتل کر دیا گیا ہم نے ان کے ورثاء کے لئے حق و حکومت قرار دی ہے وہ قتل میں اسراف نہیں کرینگے کی تاویل کے بارے میں فرمایا :

مظلوم سے حضرت امام حسین علیہ السّلام ہیں اور ان کے ورثاء ہیں اور جب ہمارے قائم کا ظہور ہو گا وہ ان کے خون کا بدلہ لینگے اور قتل کرینگے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ اسراف کیا۔

(تفسیر برھان، ج ۲، ص۴۱۹؛ بحار، ج ۱۰، ص۱۵)

اسراف یعنی ہے گناہوں کو قتل کرنا امام زمانہ علیہ السّلام معصوم ہیں ان کے ذریعہ کسی بے گناہ کے قتل ہونے کا سوال نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو قاتلان امام حسین علیہ السّلام صرف ان لوگوں کو سمجھتے ہیں جو کربلا میں موجود تھے۔ دین اسلام ان لوگوں کو بھی جرم میں برابر کا شریک سمجھتا ہے جوی ظلم پر راضی رہتے ہیں اور ظالم کے فعل کی توجیہ و تاویل کرتے ہیں اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں آج بھی کتنے ایسے بد بخت ہیں جو یزید اور دیگر قاتلان امام حسین علیہ السّلام کی تعریف کر رہے ہیں ان تمام لوگوں سے امام زمانہ علیہ السّلام انتقام لینگے۔

امام حسین علیہ السّلام کی زبانی تذکرہ امام مہدی علیہ السلام

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کو زیارت عاشورا میں منصور کے نام سے یاد کیا گیا ہے عیسی الخشاب نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے دریافت کیا۔ کیاصاحب امر آپ ہیں؟ فرمایا :

لَا وَلٰکِنْ صَاحِبُ ہٰذَا الْاَمْرِ الطَّرِیْدُ ا لشَّرِیْدُ الْمُوْتُوْرُ بِاَبِیْہِ الْمُکَنّٰی بِعَمِّہٖ یَضَعُ سَیْفَہٗ عَلٰی عَاتِقِہٖ ثَمَانِیَۃً اَشْہُرٍ۔

(کمال الدین، ج ۱، ص ۳۱۸)

میں صاحب امر نہیں ہوں لیکن صاحب امر وہ ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے دور ہے۔ بستیوں سے دور جس کا ٹھکانہ ہے جو اپنے والد کے خون کا بدلہ لے گا۔ ان کی کنیت ان کے چچا کی کنیت ہو گی ۱۸ مہینوں تک تلوار ان کے کاندھوں پر رہے گی۔ طرید اور شریر تقریبا ہم معنی ہیں طرید اور شرید اس کو کہتے ہیں جو لوگوں کی ناقدریوں کی بنا پر ان سے دور ہو۔ لوگوں نے حضرت کے وجود کی نعمت کی قدر نہیں کی، اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے ناقدری کی۔ ان کے خاندان کا قتل عام کیا، زبان و قلم سے ان کی مخالفت کی۔ ذہنوں سے ان کی یاد بھلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

اپنے والد کا انتقام لینگے۔ اس سے امام حسن عسکری علیہ السّلام بھی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کو زہر کے ذریعہ شہید کیا گیا اور حضرت امام حسین علیہ السّلام بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ذکر امام حسین علیہ السلام

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام نے زیارت ناحیہ میں امام حسین علیہ السّلام کو اس طرح یاد کیا ہے :

آپ فرزند رسول ہیں۔ آپ قرآن کریم کی سند اور سہارا ہیں۔ آپ امت کے مدد گار اور ستون ہیں۔ اطاعت پروردگار میں نہایت سرگرم، عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے گناہ گاروں کی روش سے دور درد مند طویل رکوع اور سجدہ کرنے والے، دنیا کی رنگینیوں سے منہ ھیرے ہوئے اس طرح منہ پھیرے ہوئے جیسے کوئی سفر کر رہا ہو۔ دنیا کو وحشت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

(بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۳۹)

اس طرح امام زمانہ علیہ السّلام نے اپنے جد امجد کی ۱۰ صفات اور خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام ایک دوسرے کو بہت زیادہ عزیز اور دوست رکھتے ہیں اور دونوں ہی ایک مقصد کی تکمیل کرنے والے ہیں ایک دین کی حفاظت کرنے والے ایک دین کو ساری دنیا میں عملی طور پر نافذ کرنے والے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اور روز عاشور

جس طرح امیر المومنین علیہ السلام کا لقب حضرت علی بن ابي طالب علیہ السّلام سے مخصوص ہے اسی طرح قائم کا لقب حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مخصوص ہے۔

ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا۔ کیا آپ قائم نہیں ہیں؟ اور کیوں صرف ولی عصر کو قائم کہا جاتا ہے؟

جب میرے جد امام حسین علیہ السّلام قتل کئے گئے ملائکہ نے بلند آواز میں گریہ و فغاں کی اور خدا کی بارگاہ میں فریاد کی۔ خدایا کیا تو ان لوگوں کو چھوڑ دے گا جنہوں نے تیرے منتخب اور منتخب شدہ کے فرزند اور تیری بہترین مخلوق کو قتل کیا ہے؟

خدانے فرشتوں پر وحی کی: اے میرے ملائکہ ذرا صبر و سکون سے کام لو مجھے قسم ہے میرے عزت و جلال کی میں ان لوگوں سے ضرور بالضرور انتقام لوں گا گرچہ کچھ دنوں کے بعد ہی کیوں نہ سہی۔ پھر خداوند عالم نے امام حسین علیہ السّلام کی نسل کے اماموں سے پردہ اٹھایا یہ دیکھ کر ملائکہ خوش ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان اماموں میں ایک قیام کی حالت میں ہے خدانے فرمایا **بهذا القائم انتقم منهم** میں اس قائم کے ذریعہ ان لوگوں سے انتقام لوں گا

(دلائل الامامة، طبری، ص ۲۳۹)

حضرت امام مہدی علیہ السلام اور تمنائے نصرت امام حسین علیہ السّلام

حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ شہادت کی سعادت حاصل کرنا نہایت عظیم کامیابی اور فوز اکبر ہے جس کا تذکرہ بار بار زیارت وارثہ میں کرتے ہیں کاش ہم بھی آپ کے ہمراہ ہوتے اور اس عظیم کامیابی کو حاصل کرتے حضرت امام زمانہ علیہ السّلام نے زیارت ناحیہ میں ان الفاظ میں اس عظیم تمنا کا تذکرہ فرمایا ہے :

اے میرے جد مظلوم گرچہ میں اس دنیا میں بعد میں آیا اور تقدیر الہی سے میں آپ کی نصرت نہ کر سکا۔ لیکن میں آپ پر صبح شام گریہ و بکا کروں گا اور آنسؤوں کے بدلے خون روؤں گا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نظر میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی نصرت و مدد کرنے کا کتنا بڑا درجہ ہے۔

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام ہی حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مشن کو مکمل کرینگے اور جس دین کی خاطر سید الشہداء علیہِ السلام نے قربانی دی ہے اسی دین کو ساری دنیا میں نافذ فرما ئینگے، انشاء اللہ۔

روز عاشوراء روز ظہور

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لئے کوئی خاص دن اس طرح معین نہیں ہے کہ بس ظہور اسی دن ہو گا لیکن روایتوں میں کچھ دنوں کا ذکر ضرور ہے جس دن ظہور کی زیادہ امید ہے یعنی اس دن ظہور کی زیادہ توقع کی جاسکتی ہے۔ بعض روایتوں میں جمعہ کا ذکر ہے اور بعض میں عاشور کا ذکر ہے اور بعض میں روز شنبہ

کا بھی تذکرہ ملتا ہے ان روایتوں کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ جمعہ اور روز عاشورہ ایک ہی دن ہوسکتے ہیں۔ جمعہ کا دن ظہور کا دن ہو گا اور شنبہ کا دن ظہور کے استقرار کا دن ہو گا۔ اس طرح شہادت کا دن جمعہ ظہور کا دن ہو گا اور شنبہ کا دن ظہور کے استقرار کا دن ہو گا۔ اسی طرح شہادت کا دن بھی دین کے استقرار اور نافز ہونے کا دان ہو گا۔ شہادت کا دن ہی تمام باطل طاقتوں کی نابودی کا دن ہو گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا :

تئیس ۲۳ ماہ مبارک رمضان کو حضرت قائم علیہِ السلام کے نام سے ندا دی جائیگی اور روز عاشور ان کے قیام کا دن ہو گا جس دن حضرت امام حسین علیہ السّلام کو شہید کیا گیا۔

(غیبت طوسی، ص ۴۷۴) گویا شب قدر میں حضرت ولی عصر علیہ السلام) کے ظہور کا فیصلہ ہو جائیگا ان کو ظہور کی اطلاع دے دی جائیگی اور عاشور کے دن ان کے قیام اور ظہور کا دن ہو گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پہلی تقریر

ظہور کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنی پہلی تقریر میں اپنا تعارف اس طرح کرینگے جس سے واضح ہو جائیگا کہ ظہور اور شہادت میں کس قدر گہرا رابطہ ہے۔

جس وقت حضرت امام مہدی علیہِ السلام کا ظہور ہوگا وہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے در میان کھڑے ہو کر اس طرح اپنا تعارف کرینگے۔

اَلا یا أہل العالم أنا الأمام القائم

اے دنیاوالو آگاہ ہو جاؤ میں ہی امام قائم ہوں۔

ألا یا أہل العالم أنا الصمصام المنتقم

اے دنیاوالوں سن لو میں انتقام لینے والی تلوار ہوں۔

ألا یا أہل العالم إن حجدی الحسین قتلوہ عطشانا

اے دنیا والو سن لو میرے حسین کو پیاسا شہید کیا گیا۔

ألا یا أہل العالم حجدی الحسین طرحوہ عریانا

اے دنیا والوں میرے حسین کو بے گور و کفن خاک پر چھوڑ دیا گیا۔

ألا یا أہل العالم ان جدی الحسین سحقوہ عدوانا۔

اے دنیا والو میرے جد حسین کو قتل کے بعد پایمال کیا گیا۔

(مجلہ انتظار سال اول، شمارہ دوم، ص ۱۷۸)

حضرت امام مہدی علیہ السلام پہلے اپنے امام قائم ہونے کا اعلان کرینگے پھر شمشیر انتقام کا تذکرہ کرینگے پھر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مصائب بیان کرینگے۔ حضرت اپنے کلام کا آغاز امام حسین علیہ السّلام کی مجلس سے کرینگے جس سے اندازہ ہو جائیگا حضرت امام حسین علیہ السّلام کے مصائب بیان کرنا کس قدر اہم ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے مقاصد کی تکمیل حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بات کا ظہور پر نور ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے جو لوگ مصائب سید الشہداء بیان کر رہے ہیں وہ اپنے امام زمانہ علیہ السّلام کی سیرت و سنت پر عمل کر رہے ہیں اور جو لوگ اس میں رکاوٹ ایجاد کرنا چاہتے ہیں وہ خود ہی اپنا فیصلہ کرلیں۔

<u>حضرت امام مہدی علیہ السلام اور انتقام خون امام حسین علیہ السّلام</u>

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے امام زین العابدین علیہ السّلام سے فرمایا :

خدا کی قسم میرا خون اس وقت تک جوش مارتا رہیگا یہاں تک کہ خداوند عالم مہدی کو ظاہر کرے وہ میرے خون کا انتقام لینے اور ۷۰ ہزار منافق، فاسق اور کافر کو قتل کرینگے۔

(مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳ ص ۸۵؛ بحار الانوار، ج۴۵، ص ۲۹۹)

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں راوی نے عرض کیا۔ اس روایت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

جس وقت ہمارے قائم قیام فرمائینگے امام حسین علیہ السّلام کے قاتلوں کے ورثاء کو ان کے والد کی گناہ پر قتل کرینگے۔ فرمایا۔ ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔

عرض کی پھر قرآن کریم کی اس آیت کا کیا مفہوم ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی

کوئی ایک دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ فرمایا:

خدا نے درست فرمایا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے کام سے خوش تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی کام پر راضی ہو تو اس کام کو انجام دینے والے کی طرح ہے۔ اگر کوئی مشرق میں قتل کیا جائے اور دوسرا مغرب میں اس قتل پر راضی ہو خوشنود ہو تو وہ بھی خدا کے نزدیک قاتل کے ساتھ گناہ میں شریک ہے۔ یہ کہ قائم اپنے ظہور کے وقت امام حسین علیہ السّلام کے قاتلوں کے فرزندوں کو قتل کرینگے وہ اس بنا پر کہ وہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے کام سے راضی تھے۔

(علل الشرائع، ج ۱، ص ۲۱۹؛ عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۲۷۳؛ بحار الانوار، ج ۵۲، ۳۱۳)

حضرت امام مہدی علیہ السلام اور تکمیل سفر امام حسین علیہ السّلام

حضرت امام حسین سلینا نے مکہ مکرمہ سے کوفہ کا سفر کیا تھا اور وہ کوفہ میں قیام کرنا چاہتے تھے مگر ظالموں نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کا یہ سفر مکمل ہونے نہ دیا ان کو کوفہ میں داخل ہونے نہیں دیا بلکہ کربلا میں شہید کر دیا حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور کے بعد کوفہ کو اپنا مرکز قرار دینگے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا :

مہدی ظاہر ہوں گے وہ کوفہ تشریف لے جائینگے اور وہیں ان کا گھر ہو گا۔

(بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۲۲۵)

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہو گا وہ کوفہ جانیئے اس وقت پر مومنین حضرت مہدی کے شہر میں زندگی بسر کرے گا یا وہاں ضرور جائیگا۔

(بحار الانوار ج ۵۲, ص ۳۸۵)

اس طرح کی روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ کوفہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پایہ تخت ہو گا وہیں آپ کا قیام ہو گا اور وہیں سے ساری دنیا پر حکومت کرینگے۔

انصار امام حسین علیہ السّلام انصار امام مہدی علیہ السلام

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کے لشکر میں جہاں مومن ہوں گے وہیں آسمانی فرشتے بھی ہونگے۔ ریان بن شبیب نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے :

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی نصرت و مدد کے لئے آسمان سے چار ہزار فرشتے نازل ہوئے جب یہ کربلا پہونچ امام حسین علیہ السّلام شہید ہو چکے تھے۔ اس وقت سے فرشتے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی قبر اطہر پر غم زدہ اور غبار آلودہ ہیں یہاں تک کہ حضرت قائم کا ظہور ہو اس وقت یہ فرشتے ان کے اعوان و انصار میں شمار ہوں گے اور ان کا نعرہ و شعار ہو گا یالثارات الحسین امام حسین علیہ السّلام کے خون ناحق کا بدلہ۔

(امالی صدوق، مجلس ۲۷: بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۵)

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی نصرت کی تمنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کر کے پوری ہو سکتی ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو زیارت وارثہ پڑھتے وقت یہ تمنا کرتا ہے کاش میں بھی میدان کربلا میں ہوتا وہ اس زمانہ میں حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کی نصرت و مدد کر کے یہ عظیم ترین سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ غیبت کے زمانہ میں حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کی نصرت و مدد کر کے۔ یہ عظیم ترین سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ غیبت کے زمانہ میں حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کے تذکرہ کو عام کرنا، لوگوں کے دل میں ان کی محبت میں اضافہ کرنا ان کی یاد دلانا، ان کے تعلق سے لوگوں کے دلوں سے شکوک و شبہات کو دور کرنا امام علیہِ السلام کے ظہور کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنا ان کے ظہور کے لئے سراپا انتظار رہنا ... یہ سب نصرت امام کے طریقے ہیں جس قدر ہو سکے اس راہ میں قدم بڑھائیں اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کی نصرت کی تمنا پوری کریں۔

روز ولادت امام حسین علیہ السّلام اور یاد امام مہدی علیہ السلام

۳ شعبان سر کار سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السّلام کا روز ولادت ہے یہ مبارک دن اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں اور دوستوں کے لئے نہایت خوشی کا دن ہے یہ دن نگاہ پروردگار میں ایک عظیم دن ہے اس عظیم دن کی مناسبت سے خداوند عالم نے سرکار رسالت کی خدمت میں سبز رنگ کی تختی پر نور سے لکھی ہوئی حدیث تحفہ میں بھیجی تھی جس کو حدیث لوح کہتے ہیں اس حدیث میں چہاردہ معصومین علیہم السلام کی رسالت و ولایت اور امامت کا تذکرہ ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر

خاص طور سے کیا گیا ہے المنتظر کے متعدد شماروں میں اس حدیث کا تذکرہ ہو چکا ہے اس لئے یہاں اس کا تذکرہ نہیں کر رہے ہیں اس دن کے مخصوص اعمال اور دعائیں ہیں ان دعاؤں میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ ہے ایک دعا میں اس طرح ہے :

خدایا میں اس دن متولد ہونے والے فرزند کے حق کا واسطہ دے کر تیری بارگاہ میں دست بدعا ہوں جس کی ولادت کے ساتھ ساتھ اس کی شہادت کی خبر دی گئی جس کی شہادت پر زمین و آسمان اور ان میں موجود تمام مخلوقات نے گریہ کیا اور جن کی شہادت کے عوض میں ان کی نسل میں امامت قرار دی گئی ان کی تربت میں شفا اور جن کی ہمراہی میں سعادت و کامیابی قرار دی گئی اور ان کی ذریت میں قائم قرار دئے گئے جن کے لئے غیبت معین کی گئی....

(مصباح المتہجد، ص ۷۸۵؛ مفاتیح الجنان اعمال روز سوم شعبان)

روز ولادت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور تذکرہ امام حسین علیہ السّلام

شب قدر کے بعد ۱۵ شعبان کی رات سب سے عظیم اور بابرکت شب ہے ایک رات میں قرآن صامت نازل ہوا تو دوسری رات میں قرآن ناطق۔ ایک رات قدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور دوسری رات اس قدر کی عملی تفسیر ہے شب قدر کی طرح اس رات میں بھی رات بھر عبادت کرنا بہترین عمل ہے۔ اس بافضیلت شب کا سب سے بہتر عمل حضرت امام حسین علیہ السّلام کی زیارت ہے۔ اور اس شان کے ساتھ جو شخص ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام سے مصافحہ کرنا چاہتا ہے اسے حضرت امام حسین علیہ السّلام کی زیارت کرنا چاہیے۔

گویا اس شب تمام انبیاء علیہم السّلام حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں ان کے فرزند عزیز حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مبارکباد دینے کے لیئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ کے مقصد شہادت کی تکمیل اور آپ کے دین کو ساری دنیا میں نافذ کرنے والے عظیم فرزند کی ولادت آپ کو مبارک ہو۔

شب قدر اور یاد امام حسین علیہ السّلام

سال کی سب سے با فضیلت شب شب قدر ہے۔ یہ شب حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مخصوص ہے اس رات میں ملائکہ اور روح سال بھر کے تمام امور لیکر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں نازل ہوتے ہیں۔ اس شب کا با فضیلت عمل حضرت

امام حسین علیہ السّلام کی زیارت ہے۔ اس رات میں جو شخص حضرت امام حسین علیہ السّلام کی زیارت کرے گا اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السّلام کی ارواح مطھر و سے مصافحہ کرنے کا شرف نصیب ہو گا۔

روز ولادت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السّلام کی ارواح مطہرہ سے مصافحہ کا شرف حاصل ہو گا اور شب قدر میں بھی زیارت کرنے والے کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السّلام کی ارواح مطہرہ سے مصافحہ کا شرف نصیب ہو گا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ۱۵ شعبان حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی رات ہے اور شب قدر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور پر نور معین کیا جائیگا، ایک رات ولادت کی بنا پر محترم ہے اور ایک رات تعین ظہور کی بنا پر محترم ہے، دونوں راتیں امام زمانہ علیہ السّلام سے مخصوص ہیں اور دونوں راتوں میں امام حسین علیہ السّلام کی زیارت ہے۔

دعائے ندبہ اور ذکر امام حسین علیہ السّلام

امام زمانہ علیہ السّلام سے مخصوص دعاؤں میں ایک دعا دعائے ندبہ ہے جس کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کی تمنا رکھنے والے ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اپنے امام کی فرقت و جدائی میں آنسو بہاتے ہیں اور اپنے دل کو اپنے امام کی یاد سے تازہ رکھتے ہیں یہ دعا سند کے اعتبار سے اور علماء کے مسلسل عمل کی بنا پر معتبر و مستند دعا ہے اس دعا میں امام زمانہ علیہ السّلام کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السّلام کا تذکرہ ہے۔ دعائے ندبہ کے ان جملوں پر غور فرمائے اور امام حسین علیہ السّلام کو یاد فرمائیے **این الحسن، این الحسین أین أبناء الحسین،** کہاں ہیں حسن، کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں فرزندان حسین کہاں نیکو کار کے بعد دوسرے نیکو کار کہاں صداقت کے پیکر کے بعد دوسرے پیکر صداقت۔ اور پھر خاص طور سے امام حسین علیہ السّلام کا تذکرہ اس طرح ہے۔

این الطالب بدم المقتول بکربلا

کہاں مقتول کربلا کے خون ناحق کا بدلہ لینے والا۔ اسی طرح ہر جمعہ کو امام زمانہ علیہ السّلام کے ساتھ امام حسین علیہ السّلام کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے۔

زیارت عاشورہ اور ذکر امام مہدی علیہ السلام

زیارت عاشوراء نہایت معتبر اور مستند زیارتوں مین ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السّلام نے اور خاص کر امام زمانہ علیہ السّلام نے اس کے روزانہ پڑھنے کی تاکید کیا ہے اور روایتوں میں اس کا بڑا ثواب ذکر کیا گیا ہے۔ اس زیارت میں بھی حضرت امام مھدی علیہِ السلام کا تذکرہ ہے۔

ان یرزقنی طلب ثارک مع امام منصور من اہل بیت محمد علیہم السلام

خدا مجھے توفیق و سعادت عطا کر کہ میں اہل بیت علیہم السّلام کے امام منصور کے ہمراہ آپ کا انتقام لے سکوں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے آیت ومن قتل مظلوم کے ذیل میں فرمایا :

سمی المھدی منصور

مہدی کو منصور کہا جاتا ہے جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احمد و محمّد کہا جاتا ہے اور جناب عیسی کو مسیح کہا جاتا ہے۔

یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ایک نام منصور بھی ہے۔

زیارت عاشورہ میں ہے :

اِنْ یَّرْزُقَنِیْ طَلَبَ ثَارِیْ مَعَ اِمَامٍ مَہْدِیٍّ ظَاہِرٍ نَاطِقٍ مِنْکُمْ خدا مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ خون امام حسین علیہ السّلام کا انتقام لینے کی توفیق کرامت فرما اس طرح کہ وہ ظاہر ہوں اور گفتگو کر رہے ہوں۔

اسی طرح اس فقرہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی بھی دعا ہے ان کے ساتھ نصرت حق کی بھی دعا ہے اور خون امام حسین علیہ السّلام کا انتقام لینے کی بھی دعا ہے۔

روز عاشور اور یاد امام مہدی علیہ السلام

جس طرح زیارت عاشورا میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ ہے اسی طرح اعمال روز عاشور میں ایک اہم عمل حضرت امام حسین علیہ السّلام کی مصیبت عظمیٰ پر ایک دوسرے کو تعزیت پیش کرنا ہے اور اس طرح تعزیت ادا کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے :

اَعْظَمَ اللهُ اُجُوْرَنَا مُصَابِنَا بِالْحُسَيْنِؑ وَ جَعَلَنَا وَ اِيَّاكُمْ مِنَ ا لطَّالِبِيْنَ بِثَارِهٖ مَعَ وَلِيِّهِ الْاِمَامِ الْمَهْدِیَّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

خداوند عالم حضرت امام حسین علیہ السّلام کی تعظیم مصیبت پر ہمارے اجر و ثواب میں اضافہ کرے ہمیں اور آپ کو امام حسین علیہ السّلام کے وارث حضرت مہدی آل محمد کے ہمراہ ان کا انتقام لینے والوں میں شمار کرے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں اس عظیم مصیبت کے دن بھی امام حسین علیہ السّلام کی مصیبت کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔

امام حسین علیہ السّلام اور رجعت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جس طرح حضرت امام مہدی علیہِ السلام کا ظہور قطعی اور یقینی ہے اسی طرح رجعت بھی قطعی اور یقینی ہے رجعت یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد جو لوگ اس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ دوبارہ زندہ کئے جائینگے رجعت کو وہی لوگ محال یا بعید سمجھ سکتے ہیں جو قیامت کے قائل نہیں ہیں وہ لوگ جو قیامت میں تمام مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک بعض لوگوں کا قیامت سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کی حکومت کے زمانہ میں دوبارہ زندہ ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے بلکہ سنت خدا کے مطابق ہے۔

جن لوگوں کی رجعت ہوگی ان میں ایک حضرت امام حسین علیہ السّلام ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی روایت کے مطابق سب سے پہلے جس کے لئے زمین شگافتہ ہوگی اور دنیا میں واپسی وہ حضرت حسین بن علی علیہ السّلام ہیں۔

(بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۳۹: تفسیر برھان، ج ۲، ص ۴۰۸)

ایک دوسری روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس طرح فرمایا :

سب سے پہلے جن لوگوں کی رجعت ہو گی وہ حضرت امام حسین علیہ السّلام اور ان کے اصحاب با وفا ہیں اسی کے ساتھ یزید اور اس کے لشکر کی بھی رجعت ہو گی یہ سب کے سب قتل کر دیئے جائینگے۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی :

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا

(سورہ بنی اسرائیل، آیت ۶)

پھر ہم تم کو ان لوگوں پر دوبارہ مسلط کرینگے مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرینگے اور تمہاری تعداد میں اضافہ کرینگے۔

(بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۷۲؛ نورالثقلین، ج ۳، ص ۱۴۰)

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کی ایک روایت میں ہے شب عاشور حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم سب لوگوں کو جنت کی بشارت ہو خدا کی قسم جو کچھ ہمارے ساتھ ہونے والا ہے اس کے بعد ہم لوگ اتنے دن آرام کرینگے جتنا خدا چاہے گا۔

ثُمَّ يُخْرِجْنَا اللهُ وَ اِيَّاكُمْ حَتّٰى يَظْهَرَ قَائِمُنَا، فَيَنْتَقِمُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ

پھر خداوند عالم ہمیں اور تم کو دوبارہ زندہ کرے گا جب ہمارے قائم کا ظہور ہوگا پھر ظالموں سے انتقام لیا جائیگا ہم اور تم ان لوگوں کو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے اور بد ترین عذاب میں مبتلا دیکھیں گے

(کفایۃ المہتدی، ص ۱۰۵ – ۱۰۶)

آپ نے ملاحظہ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السّلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام میں کس قدر گہرا ربط ہے ہر جگہ ایک دوسرے کا تذکرہ ہے ایک دوسرے کی بشارت دینے والے اور مقاصد کی تکمیل کرنے والے ہیں خداوند عالم ہم سب کو حضرت ولی عصر علیہ السلام کے مخلص خدمتگذاروں میں شامل فرما کر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے اصحاب باوفا کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین۔

يَا رَبَّ الْحُسَيْنِ بِحَقِّ الْحُسَيْنِ اِشْفِ صَدْرَ الْحُسَيْنِ بِظُهُوْرِ الْحُجَّةِ۔

(یہ مضمون مجلہ انتظار سال اول شمار دوم سے اقتباس کیا گیا ہے)

مستضعف

تخفیق عالم سے انسان تین گروہ میں بٹے ہیں۔ اور یہ تین گروہ یا تین طبقہ کے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہ تین گروہ کو اصطلاح میں مستضعفین، متکبرین، اور عامین کہا جاتا ہے۔ متکبر اگر نہ ہوتے تو مستضعف کوئی نہ ہوتا۔ یہی وہ طبقہ ہے جو بر سر ظلم و تشدد رہتا ہے۔ ظلم و ستمگری، دبی، فشار ، مکر و فریب اس گروہ کا شیوا ہے اور ان کے نشانوں پر صرف کمزور طبقہ کے لوگ ہی رہتے ہیں۔ راقم الحروف مستضعف کی تعریف اور اسکی وضاحت بھی کرے گا۔ لیکن اس سے پہلے ایک وہ درمیانی طبقہ جو عامین کا ہے اس پر تھوڑی روشنی ڈالدیں جس پر بڑی خوبي کے ساتھ متکبرین اثر انداز ہوتے ہیں۔

یہ وہ افراد ہوتے ہیں جو بین بین ہوتے ہیں جن کے دل قوی اور وہ ارادوں کے پکے نہیں ہوتے ہیں یہ محرومیت کا شکار ہونے کی بنا پر کمزور تو ہوتے ہیں لیکن دونوں طرف ڈھلکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ شاید اسی گروہ کے منتخب اور نیک افراد کو اصحاب اعراف کہا گیا ہے۔ اس میں کی اقلیت اگر پاک طینت ہے اور دور اندیش ہے تو مستضعفین سے متاثر ہو کر اس طبقے کے ساتھ ہو لیتی ہے اور ان کی روش پر اپنے اذہان و افکار کو اک نور حیات کی طرف لے جاتی ہے۔ زیادہ افراد اس طرف اپنا ذہنی رجحان رکھتے ہیں جو متکبرین کی خصلتوں۔ عادتوں اور اطوار، رفتار، گفتار، میں شامل ہیں اور وہ اپنے گروہ کے افراد کی پست سطح سے اٹھ کر ایک دوسری بالائی سطح تک پہونچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اس گروہ میں بھی بڑے بڑے ہر فن مولا ملیں گے۔ جو اپنے ارد گرد ایک نئی ٹولی بنا لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کہیں کسی طبقے میں علی محمد باب کہیں غلام احمد قادیانی کہیں سیاہ کپڑا پہنے صوفی کہیں ملنگ کی شکلیں نظر آتی ہیں۔ یہ سب مستضعف کی جانب سے راہ فرار کے وسیلے کے متلاشی ہیں جو رسم و رواج اور اوہام بے جا میں گرفتار رہتے ہیں اس امید پر کہ وہ بھی گو کمزور طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے خول سے نکلنے کی تدبیر پر عمل کرتے ہیں یہ اسی طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں جن کی عقل اور جن کا شعور اپنے افق کے لحاظ سے تنگ ہوتا ہے اور ان کے قدم راہ راست پر مضبوطی سے نہیں ہوتے اور حرص و آزا نہیں وعدہ الٰہی پر کان دھرنے نہیں دیتے۔

اگر جہاں بینی کے لحاظ سے پرکھا اور جانچا جائے تو مستضعف جہاں متکبرین سے آلام و مصائب کا سامنا کرتے ہیں وہیں ان طبقے کے لوگ جن کا ذکر کیا گیا ہے مستضعفین کے لئے ایذار سانی کا بڑا سبب بن جاتے ہیں۔ مثال حضرت مسلم کی ہے آپ کا کوفہ میں جو حال ہوا ہے بالکل صاف اور آئینہ دار ہے ہزاروں خط آئے تھے۔ ہزاروں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور جب آخر میں صرف تیس افراد رہ گئے تھے تو ان کی عورتوں نے انہیں اپنے گھر واپس لے گئیں اور مسلم کوفہ میں تنہا تھے۔ مسلم بن عقیل بالکل کمزور کر دیئے گئے تھے تاہم اپنے منصب عالی کی حفاظت میں ڈٹ کر قیام کیا۔ یہی وہ عالی مطالب ہیں جو قرآن کریم میں استضعفوا في الارض کے نام سے یاد کئے گئے ہیں۔

مستضعف کے معنی ضعف، ضعیف، کمزور، نحیف، ناتواں، لاچار، بے بس، لاغر، ٹوٹا ہوا۔ حق سے محروم ۔ ظلم کے مقابل مظلوم۔ پس ماندہ، فقر کا مارا ہوا، غریب ہے سہارا، متکبر کی عین ضد، یعنی مجبور، بیکس، بے نواے درد کا سہنے والا، کرب میں مبتلا۔ بس ان تمام معانی و مطالب کے ساتھ اس قبیل کی اور کیفیات بھی ہیں جو مستضعف کے زمرے میں آتی ہیں۔ لیکن مستضعف ان معانی و مطالب سے ہٹ کر اپنے اعلی مراتب اور اپنے اخلاقی شان و شوکت کا بھی مظہر ہوتا ہے۔ وہ نڈر اور بے خوف ہوتا ہے اور فرائض منصبی میں غفلت کو جگہ نہیں دیتا۔ انسانیت اور روحانیت کا علمبردار ہوتا ہے۔ جو کام دیا جاتا ہے اس کو انجام دینے میں پیچھے نہیں ہوتا قول کا پکا ہوتا ہے۔ بہادر اور شجاع ہوتا ہے۔ اس کو اپنے فرض کے سامنے موت سے ڈر نہیں لگتا۔ مثال چاہیے تو سلیمان جو بصرہ میں امام حسین علیہ السّلام کے سفیر تھے۔ ان کی حیات طیبہ پر لکھی گئی تاریخ کو پڑھیئے۔ قرآن مجید نے اسی اصطلاح میں مستضعف کو لیا ہے۔

<u>دین اسلام اور مستضعف</u>

صرف دین اسلام ہی نہیں بلکہ تمام سابق ادیان عالم جن کا سلسلہ دین اسلام پر منتہی ہوتا ہے ان سب کی پیش رفت مستضعفین یعنی وہ بندگان خدا جو کمزور کر دیئے گئے تھے اور کمزور کر دیئے گئے ہیں۔ کی جد جہد، ایثار، قربانی، ہمت، جرآت، حوصلہ مندی، صبر و استقامت، علم، حلم، دور بینی، دوراندیشی، ابلاغ و تبلیغ قوت برداشت، ثبات قدمی، ظلم کے خلاف اقدام، روشن ضمیری، گفتار اور رفتار میں احتیاط، مضر عناصر سے دامن کشی، کم سخنی نے وہ قوت اور قدرت کا حامل بنایا کہ بڑی بڑی طاقتیں بھی دین کے پرچم کو سر نگوں نہ کر سکیں اور نہ اس کے اعلی اور افلاکی اغراض و مقاصد کو مٹانے میں کامیاب ہو سکیں۔ چنانچہ ہابیل اور قابیل سے لیکر وہ تمام ادیان الٰہی جن کا

سلسلہ مرسل اعظم کے دین اسلام پر ختم ہوتا ہے ان کی تاریخ میں حادثات کا ایک طویل سلسلہ ہے جہاں ایک طرف مستضعفین کروٹ کروٹ کراہ بھی رہے ہیں لیکن نتیجہ میں ان کی بالا دستی کا اعلان ہوتا رہا ہے اور اس کے پرچم کا پھریرا آفاق پر لہراتا رہا ہے۔ اور دوسری طرف ان کے مقابلہ میں متکبرین اور تشدد پسند تکبّر کا نشہ اترنے کے بعد ٹوٹ کر خاک میں مل گئے۔

واده حق

خداوند متعال اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں تمام عالمین کے لئے آپ کو رحمت بنایا اور آپ پر جو کتاب نازل کی جسے قرآن، فرقان، اور کتاب آسمانی بھی کہا جاتا ہے اس میں نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ اس وعدہ کو دہرایا ہے جو زبور سے پہلے انجیل اور تمام آسمانی کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے وہ وعدہ یہ ہے۔

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

اور ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہم احسان کریں گے ان پر جو اس زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں اور ہم ان کو امام اور اپنا وارث قرار دیں گے۔

دوسری جگہ قرآن کریم اللہ تعالی کی نوازشوں کا اعلان اسطرح کرتا ہے سورہ اعراف کی ۱۳۸ آیت اس طرح ہے

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

ہم نے مشرق اور مغرب تک ساری زمین کا وارث مستضعف کو قرار دیا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

إن الله لا يخلف الميعاد

خدا بے شک اپنے وعدہ کے خلاف نہیں جائیگا۔

اور وہ خدا تو وہ ہے جس کی قدرت کاملہ کا ذکر دعائے کمیل میں اس طرح ہے

اللهم اني اسئلک بعزتك التي وسعت كلّ شی

(اے خدا اے قادر مطلق) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس قدرت کے واسطہ سے جو تمام شئے پر غالب ہے۔

اس وعدۃ حق کے بعد ایک وہ متلاشی انسان جو خدا پرست ہے اور خدا پر ایمان اور یقین رکھتا ہے اس کے سامنے تین باب کھلتے ہیں۔ پہلا باب۔ خدا کی قدرت کاملہ ۔ وہ خدا وہ ہے جو قادر مطلق ہے۔

دوسرا باب: ارض خاکی کی حیات و بساط۔

تیسرا باب: وہ انسان جو ایمان پرور ہے یقین رکھتا ہے مؤمن ہے لیکن مستضعف ہے۔ یعنی کمزور کر دیا گیا ہے۔

پہلا باب : وہ خدا وہ ہے جو قادر مطلق ہے۔ ہر شہ پر اس کی قدرت غالب ہے۔ اور وہ ساری بشارتیں ان کو دے رہا ہے جو اس دنیا میں کمزور کر دیئے گئے ہیں یعنی متکبرین کے ظلم و ستم کا در یا طغیانی پر ہے چنانچہ زیارت عاشورہ میں ملتا ہے اللہ کی لعنت ہو ابی سفیان، معاویہ اور یزید ابن معاویہ پر ہمیشہ ہمیش اس روز جو روز آل مروان کی خوشی اور شاد مانیوں کا تھا اس لئے کہ اس روز امام حسین علیہ السّلام قتل کئے گئے۔ یہاں کبھی کبھی ذہن لڑکھڑاتا ہے گو یا چاہ بے آب کی جانب پیاس بجھانے کے لئے جاتا ہے۔ اور سوال کرتا ہے۔ جب خدا اتنی قدرت رکھنے والا ہے تو اس کے نیک بندوں پر ی یہ شکنجہ گرفتاری کیوں۔ روز بروز متکبرین کا فساد کیوں پڑھتا جا رہا ہے۔ ایمان والوں کے لئے ہر قدم پر ایک مصیبت کھڑی ہے۔ ایک فتنہ سامنے ہے۔ ایک آزمائش ہے۔ آخر ایسا کیوں ؟(اس کیوں کا جواب مندرجہ ذیل ہے جو آگے آئیگا۔

دوسرا باب : پیکر خاکی انسان اس دنیا میں آیا ہے۔ یہ دنیا کے لئے کہا جاتا ہے یہ فنا ہونے والی ہے۔ لیکن لاکھوں برس گذر گئے یہ دنیا جیسی تھی ویسی ہے۔ اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کے لئے ہر طرف اسباب مصائب ہیں جیسے جیسے یہ دنیا کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس پر متکبرین پر بظاہر شباب آرہا ہے۔ لیکی مستضعفین کے لئے گویا مردہ ہوتی جارہی ہے۔ آخر کیوں؟

تیسرا باب: وہ جو اللہ تعالی کے نیک بندے ہیں وہ روز بروز نئے حادثات، آفات و بلیات سے دوچار ہیں ایک عرصہ کے بعد بھی کشادگی کی صورت نظر نہیں آتی۔ آخر کیوں؟

جوابات (آخر کیوں)کے

پہلے باب کے سوال کا جواب سورہ ملک کی پہلی آیت ہے جسکا ترجمہ ہے۔

بابرکت ذات اس خدا کی ہے جسکی سلطنت ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تا کہ اپنے بندوں کو آزمائے (امتحان لے) کون نیک ترین بندے ہیں ان کے اعمال (کی بنیاد پر) اور وہ قدرت رکھنے والا اور بخشنے والا ہے۔

دوسرے آخر کیوں کا جواب قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ يُحْيِیْ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا

جان لو ! جب یہ دنیا مردہ ہو جائیگی تو خداوند متعال اس کو اپنی قدرت سے پھر حیات نو بخشے گا۔

یعنی جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی تو خدا اپنے جانشین اور خلیفہ کی حکومت قائم کر کے اس کو اسی طرح عدل و انصاف سے روشن اور پر بہار کر دے گا۔

تیسرے (آخر کیوں جواب): مثل مشہور ہے۔ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اس کا وعدہ ہے دین اسلام دین حق ہے۔ ساری دنیا کے ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ اور یہ بھی قرآن کا ارشاد اور ہدایت کا اعلان ہے کہ بقیۃ اللہ الاعظم یعنی جس کو اس نے اس زمین کا وارث اور امام قرار دیا ہے وہ خیر و برکت آسمانی کا مرکزی وجود ہے۔ اس کے لئے بڑے اہتمام سے دست قدرت نے کام لیا ہے۔ جس کا ایک جائزہ قدیم اقوام کی پیش گوئی سے لے کر غدیر تک اور غدیر سے لے کر ولادت باسعادت تک۔ اور ولادت سے لے کر وقت ظہور تک۔ خداوند متعال نے اس ذات گرامی قدر کو باقی رکھ کر گویا اپنے اعلی اور ارفع مقصد کے تحت اپنے محبوب اور منتخب یعنی مستضعف بندوں کے لئے ایک نشان قائم کر دیا ہے تا کہ مایوسی کی گرد ان کے دامن پر بیٹھنے نہ پائے اور وہ ایمان کے جادہ پر ثابت قدم رہیں۔

۱ - چنانچہ خداوند متعال نے ارشاد فرمایا کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ہم نے زبور سے پہلے (توریت) میں بھی ذکر کر دیا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو اس زمین کا وارث قرار دیں گے۔

(سورہ انبیاء، آیت ۱۰۵)

ایسی اور بھی آیتیں ہیں جن کا ذکر طویل ہے اور مضمون کی بساط کم ہے۔

ہندو مذہب کی کتاب وید جو سب سے قدیم زمانہ کی ہے اس میں اور چین مذہب کی کتاب جو ان کی سب سے مقدس کتاب مانی جاتی ہے اس میں زرتشت کی کتاب "جاماسب" انجیل، زبور میں ہی نہیں بلکہ ایک سلسلہ ہے پیشن گوئی کا جو منتہی ہوتا ہے غدیر کے ایک عظیم الشان کثیر مجمعے پر جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی۔

غدیر کا تپتا صحرا تھا۔ مرسل اعظم اپنے آخری حج کے ارکان کو بجا لا کر واپس ہو رہے تھے آپ کے پیچھے حاجیوں کے قافلے تھے جو تاحد نظر اپنے گھروں کی طرف پلٹ رہے تھے آفتاب عالمتاب نصف النہار پر تھا۔ اس تپتے ہوئے صحرا میں مرسل اعظم نے تمام حاجیوں کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ اتنے بڑے مجمع میں مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے سر پر ولایت، اپنی جانشینی اور خلافت کا تاج رکھا یہ کہہ کر **من کنت مولا فھذا علی مولا** ۔ اور اس کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبے کے آغاز میں اپنی رحلت کے بعد اپنے بارہ جانشینوں کا اعلان کیا جس کے اول امیر المومنین علی علیہ السّلام ہیں اور بڑی تفصیل سے اپنے بار نویں جانشین کا اعلان کیا نام بتایا کنت بتائی (اس کا نام میرا نام ہو گا اور اس کی کنیت میری کنیت ہو گی)۔ بحار الانوار اور منتخب الاثر میں اپنے آخری جانشین کا جو ذکر فرمایا ہے اس طرح ہے قارئین کے لئے ہم اسے پیش کرینگے۔

مرسل اعظم نے فرمایا۔

۱ - اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ میں عذاب خدا سے ڈرانے والا ہوں اور علی علیہ السّلام ہادی اور رہنما ہیں۔

۲ - خبردار ہو جاؤ اے لوگو! میں پیغمبر اور علی علیہ السّلام میرے وصی ہیں۔

۳ - آگاہ ہو جاؤ کہ خاتم الائمہ یعنی مہدی قائم علیہِ السلام ہم سے ہیں۔

۴ - آگاہ ہو جاؤ کہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے گا۔

۵ - خبردار ہو جاؤ کہ وہ ظالموں سے انتقام لے گا۔

۶ - خبردار ہو جاؤ کہ وہ فاتح اور قلعہ شکن اور سرحدوں کو توڑنے والا ہو گا۔

۷ - آگاہ ہو جاؤ کہ وہ مشرکوں کے تمام قبیلوں کو قتل کرنے والا ہو گا۔

۸ - آگاہ ہو جاؤ کہ وہ اللہ عز و جل کے تمام اولیا کا انتقام لے گا۔

۱۰ - آگاہ ہو جاؤ کہ وہ دین خدا کا ناصر و مددگار ہو گا۔ ۱۱ - آگاہ ہو جاؤ کہ وہ گہرے سمندروں سے نکلی ہوئی لہریں لیتی ہوئی اور صاف پانی سے لبریز نہر کی طرح ہو گا۔

۱۲ - آگاہ ہو جاؤ کہ نشاندہی کرنے والا ہو گا دانشمندوں کو ان کی دانشمندی کے ذریعے اور خوب پہچانے گا جاہلوں کو ان کی جہالت کے ساتھ۔

۱۳ - آگاہ ہوجاؤ کہ وہ برتر برگزیدہ اور خد کا انتخاب شدہ ہو گا۔

۱۴ - خبر دار رہو کہ وہ تمام علوم کا وارث اور (ان علوم پر) حاوی ہو گا۔

۱۵ - یاد رہے وہ خبر دینے والا پروردگار کی طرف سے اور ہشیار کرنے والا ہے اس کے امر اور ایمان کے بارے میں۔

۱۶ - یاد رہے کہ وہ مرد رشد و ھدایت ہے۔ طاقتور، محکم اور پائیدار ذات ہے۔

۱۷ - یاد رہے وہ رہنما حجت باقیماندہ (بقیة اللہ)خدا ہے اور اس کے بعد کوئی حجت نہیں ہے حق فقط اور صرف اس کے اور اس کے نور کے ساتھ ہے۔

۱۸ - یاد رہے اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

۱۹ - یاد رہے کہ وہ لوگوں کے در میان اللہ تعالی کا ولی اور یاور ہے وہ خدا کے تمام ظاہر و پنہاں کا امانتدار ہے۔

(بحار الانوار، ج ۳۴، ص ۲۱۳؛ معجم احادیث الامام المہدی، ج ۵، ص ۱۳۵؛ منتخب الاثر، ص ۱۷۴)

یہاں پر علما لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں نصب ولایت علی علیہ السّلام کے علاوہ سوائے مہدی ارواحنا فدا کے اور دس جانشینوں کے بارے میں اتنی تفصیل وتوضیح و صراحت و فصاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے۔

اس کی وجہ شاید یہ ہو جب قبلہ اول اور نقطہ آخر کی صحیح معرفت حاصل ہو گی تو درمیان رابطے اور واسطہ خود بخود آجاتے ہیں۔ امامت ہدایت کا وہ سلسلہ جو حضرت امیر المومنین سے شروع ہوتا ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پر تمام ہوتا ہے۔ یہ اثنا عشری سلسلہ ہے اس میں اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ اچھی طرح سے جان لیں۔ پہچان لیں اور آپ کے تعارف

سے بے خبر نہ رہیں اور مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خبر کو اپنے قلب کے نہاں خانوں میں نہ صرف باقی رکھیں بلکہ آنیوالی نسلوں کو اس نور کی امانت کو ورثہ دار قرار دیتے ہوئے اپنے عہد سے گزر جائیں تاکہ آنیوالے قیامت تک آنیوالی امت مسلمہ آفتوں اور حادثات سے محفوظ رہے۔ ورنہ خداوند متعال نے آپ کے وجود پاکیزہ کے لئے اتنا اہتمام نہ کیا ہو تاکہ مسلسل قدیم زمانے سے آج تک ایک مسلسل خبروں کا سلسلہ انبیاء اوصیاء اور اولیاء خدا کے ذریعہ قائم نہ رہتا۔ جہاں تک ان خبروں کے سلسلوں کے ادوار کا تعلق ہے اس نے چار منزلیں لی ہیں۔

پہلی منزل ان قدیم کتابوں میں آپ کا ذکر جیسے وید، زرتشت کے یہاں جاماسب، انجیل، زبور۔

دوسری منزل غدیر خم کی جہاں مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم نبوت کی مہر لگائی اور اپنے بارہ جانشینوں کا اعلان کیا وہیں بعد ولایت امام علی علیہ السّلام اور بیت اللہ اعظم کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

تیسری منزل۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ایوان ظلم و ستم میں ایک ہلچل مچ گئی (کیسی ہلچل مچی اس کا ذکر آئندہ کسی مضمون میں ہو گا) ایک کم ستر سال کی غیبت صغریٰ میں نواب خاص جن کے اسمائے گرامی ہیں۔ ا۔ عثمان بن سعید عمری ۲۔ محمد بن عثمان عمری ۳- ابوالقاسم حسین بن روح نوبخت ۴ - علی محمد سمری کے ذریعہ آپ نے رشد و ہدایت و فرمان و احکام کا سلسلہ اپنی توقیعات (خطوط) کے ذریعہ قائم رکھی۔

چوتھی منزل ۳۲۹ ھ میں آپ غیبت کبری میں تشریف لے گئے اور مراجع کرام کے ذریعہ عوام سے اپنے رابطہ کو قائم رکھا۔ اب وہ دور جسے ظہور پر نور کا دور کہا جاتا ہے اپنے آثار و برکات کی نوید اتنی دور رہ گئی ہے کہ جیسے کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دے رہی ہو۔ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیاں جیسے صدائے دلنوازی کا لباس نو پہن رہی ہوں۔ انسانوں کے خون کا دریا ضرور لبریز ہے لیکن نہ شہیدوں کے یتیم بچے آپ کے ظہور سے مایوس ہیں اور نہ ان کی بیوائیں اپنے مولا کے جو منتقم ہے کے ظہور کے انتظار سے غافل ہو کر ایک ہو کر پلک جھپکا رہی ہیں۔ آج تمام عالم میں بڑے زور شور سے جناب زہرا کے جگر پارہ امام حسین کا ماتم ہو رہا ہے جو اعلان کر رہا ہے اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے یعنی امید ظہور منتقم خون حسین امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی امید کا چراغ روز بروز روشن

سے روشن تر ہو رہا ہے اور ایک چراغ سے دوسرا ا چراغ روشن ہو رہا ہے گویا امید و انتظار کی دنیا جگمگارہی ہے۔ لبنان کی جنگ جب یہودیوں سے ہوئی تو ایک مومنہ عورت اپنے شیر خوار بچے کا لاشہ لئے جارہی تھی۔ لوگوں نے پوچھا ہاتھوں پر شیر خوار کا لاشہ اور لبوں پر تبسم جواب میں شیر دل خاتون نے کہا کیا یہ بچہ علی اصغر سے زیادہ قدر و قیمت رکھتاہے؟

ماں کا تبسم اس حال میں گویا امیدوں کے بے شمار چراغ تمام عالم میں روشن کر دیئے اور ظالم قوم کو آگاہ کر دیا کہ ہمارے امام بر حق کی نگاہوں کے دائرے سے بچ کر کہاں جاؤں گے۔ وہ آئیگا، اور جلد آئیگا، اس کے آنے کی آہٹیں صاف سنائی دے رہی ہیں۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اس جلیل القدر ہستی جو پردہ غیب میں ہے جب ظہور کرے تو ہمیں آپ ان کے اعوان و انصار میں شامل فرمائے۔ اور وہ نیک اور صالح اور ایمان پر ثابت قدم خدا کے بندے جو اس زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں یعنی مستضعف ہیں وادئ الٰہی کے مطابق اس دنیا کے وارث قرار پائیں۔ آمین ثم آمین۔

شرح امام زمانہ (عج) بروز جمعہ

(المنتظر شعبان خصوصی شمارہ ۱۴۳۰ ھ ، پچھلے شمارے سے جاری)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ اَنَا مَوْلَاکَ عَارِفٌ بِاُوْلٰیکَ وَ اٰخْرَایکَ

سلام ہو آپ پر اے میرے مولا، میں آپ کا غلام ہوں، آپ کے آغاز و انجام دونوں کی معرفت رکھتا ہوں۔

زیارت کے اس فقرے میں چار لفظوں پر بحث کی جاسکتی ہے۔ مولا، عارف، اولی اور اُخری ۔ لیکن کیونکہ لفظ مولا پر اچھی خاصی گفتگو المنتظر کے پچھلے شماروں میں گزر چکی ہے (بالخصوص غدیر کا خصوصی شمارہ) اس لئے ہم یہاں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کریں گے کہ مولا عربی کے ان الفاظ میں ہے کہ جن کے متضاد معنی ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولا کے معنی آقا کے بھی ہیں اور غلام کے بھی۔ اس فقرے میں دونوں معنی مستعمل ہیں۔ جہاں پہلی مرتبہ "مولی" سے مراد "میرے آقا" ہے وہیں دوسری مرتبہ انا مولاک" کا مطلب ہے میں آپ کا غلام ہوں۔ بہر کیف، دوسرا لفظ عارف، معرفت و عرفان کا اسم فاعل ہے اور کیوں کہ اس لفظ (یعنی معرفت) پر بھی کافی گفتگو ہو چکی ہے اس لئے اس سے بھی یہاں قرینہ کرتے ہیں۔ البتہ اختصار کی بنا پر اب بچے دو لفظ اُولی اور اُخری۔ یہ دونوں لفظ بر وزن فعلی ہیں اور عربی grammar میں اسم تفضیل کے مؤنث کے صیغہ ہیں۔ اولی کا مطلب ہے آغاز ، پہلی، اگلی اور اوّل کا مؤنث ہے۔ قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے وہاں اس سے عالم دنیا مراد ہے۔ کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔ مثلا و ألاخرة خير لك من الأولى۔ اور آخرت آپ کے لئے اول سے بہتر ہے۔ اسی طرح اُخری سے مراد ہے دوسری، پچھلی اور آخر اور آخر دونوں کی مؤنث اُخری، آتی۔ لہذا قرآن کریم میں بیس (۲۰) مرتبہ سے زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔

ممکن ہے یہاں اولی سے مراد ظہور سے پہلے کا زمانہ مراد ہو اور اُخری سے ظہور کے بعد، یعنی امام زمانہ علیہ السّلام کی عالمی حکومت کا دور۔ اس کی تائید اصول الکافی کی حدیث سے کی جا سکتی ہے جہاں ’ومالہ في الآخرة من نصيب (سورہ شوری، آیت ۲۰) اور اسکے لئے آخرت کا کوئی حصہ نہیں ہے کی تفسیر میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

لَیْسَ لَہٗ فِیْ دَوْلَۃِ الْحَقِّ مَعَ الْقَائِمِ نَصِیْبٌ

قائم (آلِ محمد) کی حکومت بر حق میں اسے کوئی حصہ نصیب نہیں ہوگا۔

(الکافی، ج ۱، ص ۴۳۵)

اسی طرح اسکی توجیہ رجعت اور قیامت سے بھی کی جاسکتی ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ یہاں زیارت پڑھنے والا اپنے آقا و مولا حضرت بقیہ اللہ الاعظم (عج) سے خطاب کرتے ہوئے اپنی غلامی اور نوکری کا اقرار کرتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دعوی کر رہا ہے کہ مولا میں آپ کی معرفت ویسے ہی رکھتا ہوں جو معرفت کا حق ہے۔ آپ کے تمام انحاء وجہات سے واقف ہوں۔ واللہ اعلم

اَتَقَرَّبَ اِلَی اللہِ تَعَالیٰ بِکَ وَ بِآلِ بَیْتِکَ

میں اللہ تعالی سے قربت حاصل کرتا ہوں آپ کے ذریعہ اور آپ کے آل بیت علیہم السلام کے ذریعہ۔

یہاں اللہ تعالی سے تقرب کا ذریعہ اہل بیت علیہم السّلام کو قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی انسان ذات حق سے قریب ہونا چاہتا ہے، تو اسکے لئے لازم ہے کہ وہ ان ذوات مقدسہ کو وسیلہ اور ذریعہ بنائے جنہیں خود خداوند متعال نے اپنی رسائی تک کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ آج مسلمانوں کے درمیان کچھ ایسے افراد پیدا ہو گئے ہیں جو وسیلہ، شفاعت، توسل، زیارت قبور، وغیرہ کا انکار کرتے ہیں اور انکی تبلیغات اتنا زور پکڑ رہا ہے کہ کچھ اپنے والے بھی انکے خیالات اور افکار سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس موضوع پر کچھ روشنی ڈالیں تا کہ صاحبان ایمان کے دلوں کو تقویت پہونچے اور اہل نفاق کے لئے ضرب کاری ہو، انشاء اللہ۔ پہلے لفظ "اتقرب" پر مختصر گفتگو کرتے ہیں۔ "اتقرب" قرب کے مادہ سے ماخوذ ہوا ہے اور باب تفعل کا تیرھواں صیغہ ہے۔ یوں تو باب تفعل کے کئی معنی ہوتے ہیں لیکن اس کا سب سے پہلا معنی ہے مطاوعہ یعنی قبول اثر فعل۔ لفظ اتقرب میں نے وسیلہ کے ذریعہ خدا سے قربت کی راہ اختیار کی۔ متقرب اس شخص کو کہتے ہیں جو قربت کی جستجو کر رہا ہوں۔ اس زیارت میں خدا سے قربت حاصل کرنے کی بات ہے مگر آل محمد علیہم السّلام کے وسیلہ ہے۔ اب آیئے وسیلہ کے متعلق چند باتیں ہو جائیں۔ البتہ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ (ورنہ اس موضوع کے لئے تو ایک مستقل کتاب درکار ہے)۔

فصل اول

وسیلہ، سُنّت الٰہی

ہر مسلمان بلاریب یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ذات باری حق قادر، صمد (بے نیاز) اور سلطان ہے۔ دوسرے لفظوں میں خداوند متعال وہ بادشاہ ہے جو ہر شی پر قدرت رکھتا ہے اور اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور تمام موجودات اسکی مخلوق اور مصنوع ہیں۔ بدون استثناء۔ اگر کوئی اس سے ہٹ کر عقیدہ رکھے وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔

ان صفات کمالیہ کے باوجود، خداوند متعال نے اپنے تمام کاموں میں وسیلہ قرار دیا ہے۔ ان وسلیوں کے ذریعہ وہ کاموں کو انجام دیتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو قادر مطلق کے ان امور کو براہ راست انجام دینے سے روک سکتی ہے۔ لیکن عالم بکل شیء کی مشیت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ تمام کاموں کو وسائل کے ذریعہ انجام دے گی۔ لہٰذا ملائکہ مقربین، انبیاء و مرسلین اور اولیاء کرام کا انتخاب کیا ان امور کو انجام دینے کے لئے۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کا کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ مثلاً کیا کوئی مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ خداوند متعال نے انبیاء اور مرسلین کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا؟ یا نزول وحی کے لئے حضرت جبرئیل کو وسیلہ قرار دیا؟ یا قبض ارواح کی ذمہ داری حضرت عزرائیل کو سونپی ؟ یا نفخئہ صور کا عہدہ حضرت اسرافیل کا ہے؟ کیا یہ تمام امور وہ خود نہیں کر سکتا ہے ؟ یا وہ کر سکتا ہے لیکن اس نے توسل کو اپنی سنت قرار دیا۔ شاید ان نام نہاد مسلمانوں کو یہ بتانے کے لئے کہ تم اتنے متکبر اور مغرور ہو گئے کہ یہ گمان کرنے لگے کہ تم مجھ تک براہ راست پہونچ جاؤگے ؟ جبکہ میں نے خود تمہیں حکم توسّل توسل دیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اے صاحبان ایمان اللہ سے ڈرو، اسکے لئے وسیلہ تلاش کرو اور اسکی راہ میں جدّو جہد کرو تاکہ تم کامیاب و کامران ہو۔

(سورہ مائدہ، آیت ۳۵)

فصل دوم

توسل قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کے علاوہ، کتاب مبین میں متعدد آیتیں ایسی ہیں جن میں مفہوم توسل بطور مسرت بیان کیا گیا ہے۔ مثلا، حضرت یعقوب (علی نبینا و آلہ و علیہ السلام) کے بیٹے جب آپ کے پاس آئے اور آپ نے اپنے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی یعنی اپنے لئے حضرت یعقوب علیہ السّلام کو اپنا وسیلہ قرار دیا تو آپ نے انکار نہیں کیا بلکہ فورا قبول کر لیا۔ آئے خود قرآن کریم کی زبانی ملاحظہ فرمائے :

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

برادران یوسف نے کہا بابا آپ ہمارے گناہوں کے لئے استغفار (طلب مغفرت کریئے) یقینا ہم خطا کار ہیں۔ آپ نے کہا عنقریب میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے طلب مغفرت کروں گا، بیشک وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

(سورہ یوسف، آیات ۹۸-۹۷)

آپ نے غور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ وسیلہ بدعت ہے، حرام ہے، بلا واسطہ استغفار کرو، نہیں بلکہ اسکے برعکس آپ نے انکی سفارش قبول فرمائی اور خداوند کریم کی مغفرت و رحمت کی امید دلائی۔ علاوہ از ایں، قرآن کریم میں کئی مثالیں ہیں لیکن مضمون کے حدود کو زیر نظر رکھتے ہوئے ہم ایک ہی پر اکتفا کرتے ہیں ۔

فصل سوم

توسل اہل سنت و الجماعت کی معتبر حدیثوں میں

پہلی حدیث

عثمان بن حنیف کا بیان ہے ایک نابینا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ خدا سے دعا فرمائیں کہ مجھے عافیت عطا کرے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر تو کہے تو دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کرے اور مہر تیرے حق میں بہتر ہے۔ اس نے کہا: آپ دعا کرئے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا کہ تو وضو کر اور اپنے وضو پر خوب توجہ دے۔ دو رکعت نماز ادا کر اور یہ دعا پڑھ پروردگارا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے پیر محمد جو پیغمبر رحمت ہیں، اے محمّد میں آپ کے توسط سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ خدایا تو حضور کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث کی صحت و اتقان کے متعلق کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ حتٰی کے وہابیوں کے پیشوا ابن تیمیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مشہور وہابی مصنف رفاعی جو ہر وقت کوشش کرتا رہتا ہے کہ توسل کی حدیثوں کو ضعیف ثابت کرے لکھتا ہے

لَا شَکَّ اَنَّ ہٰذَا الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ وَ مَشْہُوْرٌ وَ قَدْ ثَبَتَ فِیْہِ بِلَا شَکٍّ۔

بیشک یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اور بغیر کسی شبہ اسکی حقانیت ثابت ہے۔

(التوصل الی حقیقة التوسل، ص ۱۵۸)

اس حدیث کو نسائی نے اپنی سنن میں، بیہقی نے اپنی سنن میں، طبرانی نے اپنی معجم میں، ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نیشاپوری نے اپنی مستدرک الصحیحین میں نقل کیا ہے۔

(التوصل)

اسکے علاوہ ذینی دحلان اپنی کتاب خلاصة الکلام میں لکھتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، حاکم نیشاپوری نے مستدرک الصحیحین میں اور جلال الدین سیوطی نے جامع میں نقل کیا ہے۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں یہ حدیث شیخین (بخاری اور مسلم کی شرطوں پر صادق آتی ہے لیکن ان دونوں نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔

<u>دوسری حدیث</u>

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

جب (جناب) آدم سے ترک اولی ہوا، آپ نے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا '(خدایا) میں بحق محمد تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ خدا نے سوال کیا محمد کون ہیں؟ آدم نے جواب دیا جب تو نے مجھے پیدا کیا تھا میں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا اور دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے، خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد خدا کے پیغمبر ہیں۔ میں نے خود سے کہا کہ محمد خدا کی بزرگ ترین مخلوق ہیں کہ خدا نے اپنے نام کے ساتھ آپ کے نام کو رکھا ہے، اس وقت آدم پر وحی ہوئی کہ آپ تیری ذریت سے آخری نبی ہونگے۔ اور آپ نہ ہوتے، تو ہم تجھے خلق ہی نہ کرتے۔

(طبرانی معجم الصغیر میں حاکم نیشاپوری مستدرک الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۵ میں، ابو نعیم اصفہانی اور بیہقی دلائل النبوۃ میں، ابن عساکر شامی اپنی تاریخ میں، سیوطی الدر المنثور، ج ۱، ص ۵۹ میں اور آلوسی نے روح المعانی، ج ۱، ص ۲۱۷ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔)

فصل چہارم

توسل شیعہ حدیثوں میں

شیعہ کتب احادیث میں توسل کا مفہوم بکثرت بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تمام حوالات کا تحریر کرنا بھی ممکن نہیں لیکن مثال کے لئے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۹۹ باب أنهم (علیهم السلام) الوسائل بین الخلق و بین الله (یعنی اہل بیت علیہم السّلام مخلوقات اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں)

وَ اَنْتَظِرُ ظُہُوْرَکَ وَ ظُہُوْرَ الْحَقِّ عَلیٰ یَدَیْکَ

میں آپ کے ظہور اور آپ کے ہاتھوں پر حق کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں۔

انتظار اور ظہور دونوں موضوع پر ایسوی ایشن آف امام مہدی (عج) کی جانب سے کافی کتابیں اور کتابچہ شائع ہو چکے ہیں۔ المنتظر کے خصوصی شماروں میں بھی اس پر کافی گُفتگو ہو چکی ہے۔ جنہیں مزید اطلاع کا شوق ہے وہ رجوع کر سکتے ہیں۔

وَ اَسْئَلُ اللہَ اَنْ یُصَلِّیَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ لَکَ وَالتَّابِعِیْنَ وَالنَّاصِرِیئنَ لَکَ عَلیٰ اَعْدَائِکَ وَالْمُسْتَشْہَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْکَ فِیْ جُمْلَۃِ اَوْلِیَآئِکَ

میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ محمد و آل محمد پر درود بھیجے اور مجھے آپ کے انتظار کرنے والوں میں

قرار دے، آپ کی اتباع کرنے والوں میں، آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی مدد کرنے والوں میں اور آپ کے جملہ دوستوں میں آپ کے حضور میں فیض شہادت حاصل کرنے والوں میں۔

زیارت کے اس فقرے میں امام زمانہ (عج) کے چاہنے والوں کی تین ذمہ داریاں اور ایک جائزہ کا ذکر ہے۔ وہ تین ذمہ داریاں کیا ہیں: انتظار، اتباع اور نصرت اور ان کا جائزہ یا انجام شہادت ہے۔ کسی بھی مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور سعادت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے امام کی نصرت کرتے کرتے فیض شہادت حاصل کرے۔

(بقیہ آئندہ، انشاء اللہ)

بحار الانوار پر ایک نظر

مقدمہ

ائمہ معصومین علیہم السلام دنیوی دینی اور علوم الٰہیہ کے سرچشمہ ہیں اور جن کی سیرت اور اقوال ہمارے لئے نجات کا ذریعہ ہیں جن کا اتباع اور پیروی ہم پر واجب ہے ہمیں اس کے حصول کے لئے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اور اگر ہم نے حصول دنیا کے لئے تعلیمات ائمہ کو یک لخت فراموش کر دیا تو نجات اخروی بر طرف اس دنیا ہی میں ان گمراہ لوگوں میں ہوں گے اور خسرۃ الدنیا کے بھی مصداق ہوں گے ۔

ہمارے علماء کرام نے متقدمین سے لے کر آج تک نے اپنی محنت، مشقت، ایثار، قربانی کے ساتھ وہ بے لوث علمی خدمات انجام دی ہیں اور اتنا عظیم علمی ذخیرہ ہمارے لئے مہیا کر دیا ہے جسکے لئے قوم کا ہر بچہ ہر فرد مرہون منت ہے۔ یہی ذخیرہ قوم کی پونجی ہے اور یہی ہماری بقا کی ضمانت ہے یہی زاد آخرت ہے۔ یہی ذریعہ نجات ہے۔ یہی شفاعت کا حق ہے اسی میدان میں سرگرم عمل ہونا اجر کا استحقاق ہے۔ جب علم کے چراغ کی وہ لو تیز ہونے لگی جسے ائمہ معصومین نے روشن کیا تو دشمنوں کے دل جل اٹھے۔ اور یہ مکر و فریب کا اسلحہ صاحبان نکرہ نے استعمال کیا کہ جو صف اول کے عالم ہیں ان کی دیانت داری۔ نابغہ عالموں کی ظرفیت پر خود ساختہ منفی پہلو نکالے جائیں۔ اسے انھیں کی قوم میں چرچہ اور بحث کے لقمہ دے کر ان کے خلاف آشفتہ مزاجی پیدا کر دی جائے۔

ایسا سب کچھ علامہ محمد باقر مجلسی رحمت اللہ علیہ جن کی محیر العقول خدمات بحار الانوار کی ۱۱۰ ضخیم جلدوں اور دیگر ۳۰ کتابوں میں آپ کی شخصیت کو تا صبح قیامت زندہ رکھیں گی کے ساتھ ہوا اور بالخصوص کتاب بحار الانوار کے سلسلے میں اگر عقیدت مندوں۔ جویان علم اور محققین کی نظروں میں اس کتاب کی جامعیت اور ہمہ گیریت کو ہلکا کر دیں تو یہ لوگ اسناد و بیان میں خود ہی الجھ جائیں گے۔

کچھ باتیں معترضین کی : ایک بات کچھ علماء اور کچھ علم کی طرف متوجہ وہ افراد جو ظاہری اعتبار سے علما کی صف میں نہیں آتے ہیں، کے درمیان گشت کر رہی ہے کہ کتاب (بحار الانوار) ایک ایسی کتاب ہے جس میں علامہ موصوف نے مصدقہ اور غیر مصدقہ، معتبر اور غیر معتبر تمام احادیث و روایات کو جمع کر دیا ہے, پھٹکنا اور پھچوڑنا اور کنکر پتھر الگ کر کے صاف کرنے کا کام آنے والے علماء اور جویان علم کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

دوسری بات جو اہل علم کے در میان گشت کر رہی ہیں وہ یہ کہ کتاب بحار الانوار ایک مجموعہ احادیث و روایت۔ تاریخ اور علم دین سے قبل کی باتوں کا ہے جس کو علامہ مجلسی کے شاگردوں نے جمع کیا اور ترتیب دی اور جب وہ کتاب کی جلدوں کی شکل میں سامنے آگئی تو علامہ مجلسی نے اسے اپنا نام دیکر چھپوا دیا یا شائع کرایا۔

ہماری ایسوسی ایشن کے برادر عزیز جو ایک تحقیق کے میدان کے ہونہار طالب علم ہیں ایسے مباحث کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے علامہ موصوف کی شخصیت خدمات محیر العقول کارناموں اور آپ کے محضر کے علاوہ دوسرے علمائے کبار کے نظریات کا ایک مختصر سا جائزہ لیتے ہوئے اس طرح رقمطراز ہیں۔

بحار الانوار اور اس عظیم الشان کتاب کے مؤلف مرحوم محمد باقر مجلسی رحمت اللہ علیہ دنیائے تشیع میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ علامہ مجلسی کی کتاب کے ترجمے اردو فارسی اور عربی میں مسلسل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ علامہ مجاسی کے والد خود بھی علامہ ہی کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اس لئے کہ وہ علامہ تھے۔ آپ کا اسم گرامی علامہ محمد تقی ابن مقصود علی تھا۔ یہی نہیں بلکہ آپ علامہ مجلسی اول کے نام سے ذکر و بیان میں آتے ہیں۔

علامہ باقر مجلسی رحمت اللہ علیہ اصفہان میں ۱۰۳۷ ھ میں متولید ہوئے۔ اور ۲۷ رمضان المبارک ۱۱۱۰ ھ میں وفات پائی۔ آپ اصفہان کے جامع مسجد میں دفن ہوئے۔ اس زمانہ سے لے کر آج تک آپ کے مزار پر زائرین کی آمد و رفت لگی رہتی ہے۔ (طبع جدید آپ کی وفات ۱۱۱۱ ھ لکھی ہے جو صحیح نہیں ہے) علامہ موصوف کا حوزہ علمیہ سارے ایران میں اعلی سطح کے علمی مراکز میں ایسا مرکز تھا جس نے اپنی اسی پہچان بنائی ہے جس کے اثرات و برکات تا صبح قیامت باقی ر ہنگے۔ آپ ہی کے حوزہ علمیہ سے ملا صالح مازندرانی اور محقق آمنہ خاتون جیسی جلیل قدر ہستیاں پیدا ہوئیں جن کے ذریعہ مراجع کرام کا ایک سلسلہ چلا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب روس اور برطانیہ میں ایران کے علمی عروج اور یکجحتی کے خلاف سازشوں نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ علی محمد باب کے فتنہ کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں اور پرنس دالگورگی ایران میں باب کے ذریعہ ایران میں داخل ہونے کے لئے آمادہ ہو چکا تھا۔ ان تمام حالات سے مرکز علم باخبر تھا۔ اور ایک دفائی قلعہ تھا۔

خدمات

چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں کتب اربعہ من لایحضر الفقیہ، اصول کافی، استبصار اور تہذیب کے علاوہ دیگر معتبر کتابوں سے حدیث جمع کرنے کا کام کیا۔ یہ کتب اربعہ دو چار ستون ہیں جن پر پوری شدت کا دار و مدار ہے۔ علامہ موصوف نے اسلامی تاریخی انقلابات کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو درگذر کیا ہو جن کی حقائق کی روشنی میں صحاح نے جن سے پہلو تہی کی ہو اس کا بھر پور جواب نہ دیا ہو۔

قدیم بحار الانوار ۲۵ جلدوں پرمشتمل ہے۔ اور ہر جلد کی ضخامت ہے جن کی بنا پر ان جلدوں کو جب منقسم کیا گیا تو ۱۱۰ جلدوں میں شائع ہوئیں۔ ہمارے علماء جو تحقیق میں سرگرم عمل ہیں ان کے لئے یہ کتاب بحار الانوار ایک طاقتور علمی اسلحہ ہے۔

آپ کی ۲۵ ضخیم جلدوں میں علامہ موصوف نے سترہ جلدوں میں بیان اور توضیح کے عنوان سے روایتوں کی تشریح خود بہ نفس نفیس فرمائی ہے۔ اور باقی ۸ جلدوں میں آپ کو بیان اور توضیح کا موقعہ نہیں ملا جس کے لئے آپ نے اپنے شاگرد میر محمد حسین خلد آبادی کو وصیت فرمائی کہ وہ توضیح اور بیان لکھیں ان کی کتابوں کی فارسی آسان ۔ دینوں اُخروی فائدوں سے مالا مال ہے۔ ان کتابوں کے اردو ترجمہ دستیاب ہیں۔

<u>تالیفات علامہ مجلسی</u>

اللہ تعالی نے آپ کو غیر معمولی تو فیقات سے نوازا تھا۔ محیر العقول حافظہ کے مالک تھے اور علم دوستی کا ایک عجب کیف ان کی شخصیت میں پایا جاتا ہے۔ علامہ موصوف کی لگن اور تند ہی نے جو علمی خزانہ کتابی شکلوں میں چھوڑا ہے وہ یہ ہیں۔

۱ - بحار الانوار ۲۵ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جواب ۱۱۰ جلدوں میں شائع ہو رہی ہیں،

۲ - حیات القلوب تین جلدوں میں ہے۔

۳ - دوسری کتابیں حق الیقین،

۴ - حلیتہ المتقین،

۵ - عین الحیات،

۶ - جلاء العیون،

۷ ۔ توحید مفضل

۸ - جوابھائے مسائل متفرقہ،

۹ - تذکرۃ الا ائمہ

اور اس طرح بے شمار کتابیں ہیں جو مسائل کے حل کے سلسلے میں موجود ہیں۔

آپ کی تمام تالیفات جو ۵۸ کتابوں پر مشتمل ہے کا ایک محاسبہ ہے ورنہ اسکے علاوہ بھی آپ نے بہت کچھ لکھا ہے ان تمام کتابوں میں بحار الانوار وائرۃ المعارف (انسائکلو پیڈیا) کی حیثیت رکھتی ہے۔

بزرگترین علماء کی نظر میں علامہ مجلسی : وہ علمائے بزرگ جن پر شیعیت جتنا فخر کرے کم ہے۔ اور ان کا نام زبان پر آتے ہی بڑے بڑے علماء تعظیم سے سر جھکا لیتے ہیں مرحوم میرزا حسین نوری، علامہ و حید بہبہانی، استاد اعظم حاج شیخ مرتضی انصاری اپنی تحریروں میں علامہ محمد باقر مجلسی کو علامہ کے خطاب سے ہی نہیں فقط یاد کیا ہے بلکہ موصوف کی علمی حیثیت، عظمت اور خدمات عالیہ کو بہت سراہا ہے اور بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ایک عظیم محقق سراج العلم اور نابغہ تسلیم کیا ہے۔

یہ حقیقت بڑی حد تک روشنی دے رہی ہے کہ علامہ موصوف سر چشمہ علوم الٰہیہ اور جو ورثہ دار تبلیغات انبیائے ما سبق ہیں یعنی آپ ہمارے امام عصر علیہ السلام کے در سے بہت نزدیک تھے ورنہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ طالبان علم کے لئے جتنا علامہ مجلسی نے اپنے بعد چھوڑا ہے ایک امر محال ہو تا یہ ضرور ہے کہ چھان بین کے بعد اس کا پتہ چلا ہے کہ آپ نے ترتیب اور جمع کرنے میں اپنے شاگردوں سے ضرور مدد لی ہوگی۔

اتنا بڑا تعارف علامہ محمد باقر مجلسی کا اس جریدہ کے لئے با وجود صفحات کی کمی کے ہم نے مناسب سمجھا کہ ہماری قوم دو جانب سے آگاہ ہو جائے، ایک تو اپنے اس عالم کی معرفت حاصل کرلے جس نے معاندین کی کھوکھلی بحثوں کی قلعی اتار دی ہو اور جویان علم اور اہل قلم آپ کی تصنیفات کی طرف متوجہ ہوں اور علامہ موصوف کے خلاف ہلکی گفتگو سے باز رہیں۔

دوسرا مقصد یہ بھی تھا کہ علامہ موصوف کی بحار الانوار ۲۵ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے تیرہویں مضخیم جلد حضرت حجت ابن الحسن عسکری علیہ السّلام کے بارے میں ہے۔

افسوس ہے کہ یہ جلد مخصوص علماء اور مخصوص کتب خانوں میں ہی دستیاب ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ بعد کی اشاعتون میں جب بحار الانوار ایک سو دس جلدوں میں تقسیم ہوئی تو تیرہویں جلد تین جلدوں میں تقسیم ہوئی جلد ۵۱۔ جلد ۵۲ اور جلد ۵۳۔ یہ تینوں جلد میں امام زمانہ کے بارے میں ہیں۔ راقم الحروف نے اس مضمون کی تحریر میں المکتب الاسلامیہ تھران سے شائع ہونے والی جلدوں سے استفادہ کیا ہے تینوں جلدوں کے مجموعی صفحات ۱۱۱۸ صفحات ہیں۔ انشاء اللہ ھم ۵۱ ویں، ۵۲ ویں اور ۵۳ ویں جلد کے بارے میں نہایت اختصار کے ساتھ ایک تعارفی خلاصہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام اور بحار الانوار کی جلد ۵۱,۵۲,۵۳

امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں جو تفصیلی اور اسنادی معلومات کا خزانہ آپ نے بحار الانوار میں مہیا فرمایا ہے اس کا ایک جزوی محاسبہ قارئین کے لئے حاضر ہے۔

باب ۱

امام زمانہ علیہ السّلام کی ولادت اور آپ کی والدہ کے حالات نقل ہوئے ہیں شیخ کلینی رحمت اللہ علیہ کی کتاب الکافی سے نقل کیا ہے آپ کی ولادت پندرہویں شعبان ۲۵۵ ھ میں ہوئی۔ شیخ صدوق کی کتاب کمال الدین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب جناب نرجس خاتون حاملہ ہوئیں تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم سے ایک بیٹا ہو گا اس کا نام محمد ہو گا اور وہ میرے بعد میرا جانشین ہو گا۔ اور اس کے بعد کی حدیث میں جناب حکیمہ خاتون بنت امام محمد تقی علیہ السّلام جو کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کی پھوپھی تھیں اور امام زمانہ علیہ السّلام کی ولادت کے موقع پر نرجس خاتون کے ساتھ تھیں، کے واقعہ کو نقل کیا ہے اور پھر وہ تمام روایتیں جس میں امام زمانہ علیہ السّلام کا عقیقہ اور امام حسن عسکری علیہ السّلام کا اپنے مخصوص اصحاب کو اپنے اس بچے کو دکھانا اور ان کو بتانا کہ یہ میرا جانشین ہے نقل کی ہیں۔

باب ۲

امام زمانہ علیہ السّلام مال کے اسماء و القاب اور کنیت اور ان کی وجہ تسمیہ کا تذکرہ ہے سب سے پہلے لقب قائم کے بارے میں امام باقر علیہ السّلام سے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر چہ تمام ائمہ قائم بحق ہیں لیکن یہ لقب مخصوص امام زمانہ کے

لئے اس وجہ سے ہے کہ آپ امام حسین علیہ السّلام کے خون کے انتقام کے لئے قیام فرمائیں گے۔

آپ کو مہدی اس لئے کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے آپ کو امر حقیقی کی ہدایت کی ہے۔ آپ حقیقی تورات اور دوسری آسمانی کتابوں کو باہر لائیں گے اور پھر تورات کی پیروی کرنے والوں پر تورات کے احکام اور اہل انجیل پر انجیل سے اور اہل زبور پر زبور کے ذریعہ اور مسلمانوں پر قرآن کے مطابق حکو مت کریں گے۔

علامہ مجلسی اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اہل تورات سے تورات کے ذریعہ حکم کریں گے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اس حدیث سے کہ جس میں بیان ہوا ہے صرف لوگوں سے دین اسلام کو قبول کیا جائیگا کیونکہ یہاں راز یہ ہے کہ ان کی کتابوں کے ذریعہ دلیل قائم کریں گے۔

باب ۳

حضرت کا نام کہاں کیسے لیا جائے اور کہاں نہ لیا جائے۔

باب ۴

آپ کی صفتیں علامتیں اور آپ کا نسب عالی مثلا آپ کی پوشیدہ ولادت امیر المومنین علیہ السلام کے خاندان، آخری زمانہ میں ظہور، متوسط القامہ جوان ہونا، غرضیکہ یہ آپ کا حلیہ اور شمائل اور نسب مثلا امام رضا علیہ السّلام یا امام محمد باقر علیہ السّلام کے بعد کسی امام کی اولاد میں ہیں۔

باب ۵

ان آیتوں کا تذکرہ کہ اہلبیت علیہم السّلام نے اپنی روایتوں میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تاویل کی ہے یعنی قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جس میں ظاہری معنی سے ہٹ کر باطنی معنی بھی ہیں اور وہ امام کے ظہور کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

باب ۶

امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں شیعہ اور سنی حوالوں سے خدا کے ذریعہ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نقل ہونے والی حدیثیں آئی ہیں۔ مثلا

پیغمبر کا یہ فرمانا کہ ہم اولاد عبد المطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حمزہ سید الشہدا، جعفر طیار، علی و فاطمہ، حسن و حسین اور مہدی علیہما السّلام سرداران جنت ہیں۔

باب ۷

امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نقل ہونے والی حدیثیں ہیں۔

باب ۸ سے باب ۱۵ ان ابواب میں امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام باقر، امام صادق، امام کاظم، امام رضا، امام جواد، امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السّلام سے امام زمانہ علیہ السّلام سے وارد ہونے والی حدیثوں کا تذکرہ ہے۔

باب ۱۶

اس باب میں کاہنوں کے ذریعہ نقل ہونے والی پیشگوئیاں نقل ہوئی ہیں مثلا سطیح کاہن جو عیسائی تھا اور عرب تھا۔ اردن کے علاقے عشان سے اس کا تعلق تھا۔ اس نے ایک بادشاہ ذاجدان کے آئندہ کے حالات پر استفسار کے موقعہ پر پیشنگوئیاں کی ہیں۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

1431 24

باب ۱۷

شیخ طوسی رحمت اللہ علیہ کی دلیلیں امام زمانہ علیہ السّلام کی غیبت اور ان کے وجود مقدس کے بارے میں ہے۔

باب ۱۸

انبیاء علیہم السّلام کی غیبتوں سے استدلال غیبت امام زمانہ پر۔

باب ۱۹

بعض معمرین کے تذکرہ کے ذریعہ مخالفین طول عمر کو جواب اور اس کے ذریعہ امام زمانہ علیہ السّلام کی طولانی غیبت اور طول عمر پر استدلال۔ یہ ایک طولانی باب ہے

اور مرحوم علامہ مجلسی نے اس باب میں ہمارے جید علماء جیسے شیخ صدوق کی کتاب کمالدین سے دسیوں معمرین افراد کا ذکر کیا ہے طولانی عمر کو بعید جاننے والوں کے عقائد کو ان واضح مثالوں سے رد کیا ہے۔ اسی طرح مرحوم سید مرتضی علامہ کراجکی اور شیخ مفید (رضوان اللہ علیہم) نے عجیب و غریب قسم کے معمرین کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ طول عمر کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

باب ۲۰

کچھ معجزات جو وجود اقدس امام زمانہ علیہ السّلام کے ذریعہ ظاہر ہوئے اور حضرت علیہِ السلام کے عالی مرتبت نائبین کا تذکرہ ہے۔ تقریبا ۴۲ افراد کا ذکر ہوا ہے۔ ان واقعات میں امام زمانہ علیہ السّلام نے اپنے چاہنے والوں کی رہنمائی اور مدد فرمائی ہے۔ بعض ایسے حالات کا انکشاف کیا ہے کہ اس کے منکشف ہو جانے کے بعد لوگ حیران رہ گئے۔

باب ۲۱

غیبت صغری میں نائبین خاص اور ان کے ذریعہ امام زمانہ علیہ السّلام اور شیعوں کے درمیان سفارت کا تذکرہ ہے۔ ابو عمر و عثمان بن سعید عمری، ابو جعفر محمد بن عثمان عمری، ابوالقاسم حسین بن نوبختی اور ابو الحسن علی بن محمد سیمری امام زمانہ علیہ السّلام کے نائب خاص تھے۔ امام زمانہ علیہ السّلام نے ان نائبین کے ذریعہ ایک بہترین نظام قائم کیا جو غیبت کبری کے لئے ایک مقدمہ تھا۔ امام علیہ السّلام نے شیعوں کے اذہان کو آمادہ کیا کہ غیبت کے زمانہ میں کس طرح امام سے رابطہ رکھا جاسکتا ہے اور مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

باب ۲۲: مدعیان نیابت کا تذکرہ

بعض ایسے افراد گذرے ہیں جنہوں نے غیبت صغریٰ میں خود کو نائب امام بتایا۔ جس نے سب سے جھوٹی نیابت کا دعوی کیا وہ ابو محمد حسن شریعی تھا۔ اسی طرح محمد بن نضیر غیری، احمد بن ھلال کرخی، محمد بن علی بلال، حسین بن منصور حلاج ، محمد

بن علی شلمغانی اور ابوبکر بغدادی جو ابو دلف مجنون بھی کہلاتا تھا نے نیابت کے وعدے کئے تھے۔ خدا نے ان سب کو رسوا اور ذلیل کیا۔

۵۲ ویں جلد میں کل دس باب ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ۵۱ ویں جلد کے تعارف میں لکھا کہ پانچ باب مقدماتی ابواب ہیں اور اس کے بعد کے ابواب اصل باب ہیں اور وہ جلد ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے لیکن پانچ باب کو علیحدہ کرنے کے بعد سترہ باب ہوتے ہیں لہٰذا ۵۲ ویں جلد میں باب کا شمارہ ۱۸ ویں سے شروع ہوتا ہے اس لئے ہم اسی ترتیب سے بیان کر رہے ہیں۔ یعنی ۵۱ ویں اور ۵۲ ویں ملا کر کل ۲۷ باب ہوتے ہیں۔

باب ۱۸

یعنی ترتیب کے لحاظ سے باب ۲۳) ان کے بارے میں جنہوں نے امام زمانہ علیہ السّلام کا دیدار کیا ہے صرف ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ علی بن ابراہیم فدکی نے حکایت کی ہے کہ اودی نے ان سے نقل کیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ چھ/ ۶ طواف مکمل کر چکا تھا اور ساتواں طواف کرنا چاہتا تھا کہ میری نظر کچھ لوگوں پر پڑی جو خانہ کعبہ کے دائیں طرف بیٹھے تھے اور (دروازہ کے سامنے رخ کر کے کھڑے ہوں تو بائیں طرف حجر اسود ہے اور دائیں طرف حجر اسماعیل) ایک خوبصورت اور معطر جوان ان کے قریب آیا اور گفتگو شروع کی۔ میں بھی آگے بڑھا اور سوچا کہ اس سے بات کروں لیکن مجمع نے مجھے روک دیا۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہے ؟ کہا یہ فرزند پیغمبر ہیں ہر سال ایک دن خاص لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں اور ان سے بات چیت کرتے ہیں۔ میں نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا : میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں میری رہنمائی فرمایئے خدا آپ کا رہنما ہو ۔ انہوں نے ایک مٹھی سنگریزے اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے کہا سنگریزہ ! پھر میں نے اپنے ہاتھوں کو کھولا تو دیکھا کہ میری مٹھی سونے کے سکوں سے بھری تھی؟ جب میں وہاں سے ہٹا تو دیکھا وہی ہمارے آقا میرے پاس آئے اور فرمایا : حقیقت کی نشانی اور آثار حق تمہارے لئے آشکار ہو گئے اور تمہارے دل کی بینائی برطرف ہو گئی، کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم۔

فرمایا: میں وہی مہدی ہوں میں قائم ہوں زمین کو عدل سے بھر دوں گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی زمین حجت خدا سے خالی نہ رہے گی۔

تذکرہ

بے شمار واقعات نقل کئے ہیں جن میں امام زمانہ علیہ السّلام نے مکہ، مدینہ، منی، عرفات، سامرہ، قم، کربالا نجف، اور دنیا کے مختلف علاقوں کے لوگوں سے ملاقات فرمائی اور ان کی ہدایت کی۔

باب ۱۹ (پچھلی ترتیب کے لحاظ سے ۲۴واں باب)

سعد بن عبد اللہ اشعری کا امام زمانہ علیہ السّلام سے ملاقات کرنا اور ان حضرت، سے بہت سے سوالوں کے جواب حاصل کرنا۔ سعد بن عبد اللہ قمی کتابوں کے جمع کرنے اس کے مطالعہ اور پھر اسکی مدد سے شیعہ مذہب کے حقائق کو بیان کرنے کا بہت شوق تھا۔ لہٰذا بعض موقعہ اہل تسنن سے مناظر بھی ہوتا تھا۔ امام زمانہ علیہ السّلام نے آپ کی بڑی مدد فرمائی اور اسطرح سنیوں کو ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

باب ۲۰ (۳۵)

علت غیبت امام زمانہ علیہ السّلام اور لوگوں کا زمانہ غیبت میں ان حضرت سے فائدہ اٹھانا المنتظر کے مختلف شماروں میں اس باب سے بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں۔

باب ۲۱:(پچھلی ترتیب کے لحاظ سے ۲۶ واں باب) غیبت کے زمانہ میں شیعوں کا امتحان اور اس امتحان کے ذریعہ سے ایمان کا پُختہ ہونا۔ اس باب میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کوئی نہیں جانتا لہذا جو ظہور کا وقت بتائے وہ جھوٹا ہے۔

باب ۲۲:(پچھلی ترتیب سے ۲۷واں باب)

فضیلت انتظار اور شیعوں کی مدح تعریف زمانہ غیبت میں شیعوں کی ذمہ داریاں اس بات میں ۷۷ کے روایتیں نقل ہوئی ہیں مشہور روایت جو آج زبان زد عام ہے اسی باب میں ہے پیغمبر اکرم نے فرمایا : میری امت کا سب سے افضل عمل انتظار فرج ہے۔

باب ۴۳: (یا ۲۸واں باب)

اس باب میں ان کا تذکرہ ہے جنہوں نے غیبت کبری میں امام مہدی علیہِ السلام کو دیکھنے کا دعوی کیا ہے اور یہ کہ حضرت علیہ السّلام لوگوں کے درمیان میں آتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن لوگ ان کو نہیں دیکھ پاتے، آپ کی مشہور توقیع جو آپ نے اپنے آخری نائب علی بن محمد السمری کو کہ جس میں آپ نے غیبت صغری کے خاتمہ اور غیبت کبری کے آغاز کی خبر دی ہے، موجود ہے۔ امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

چونکہ حضرت خضر علیہ السّلام نے آب حیات پیا ہے صور کے پُھنکے جانے تک زندہ رہیں گے۔ وہ ہمارے پاک آتے ہیں سلام کرتے ہیں ہم ان کی آواز کو سنتے ہیں لیکن خود ان کو نہیں دیکھتے۔ جہاں بھی ان کا نام لیتے ہیں وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور تم میں سے جو بھی ان کا نام لیتا ہے اسے سلام کرتے ہیں۔ خضر ہر سال حج کے لیے آتے ہیں اور حج کے تمام اعمال انجام دیتے ہیں اور روز عرفہ قیام کرتے ہیں اور مومنین کی دعاؤں کے قبول ہونے کے لیئے آمین کہتے ہیں بہت جلد خداوند ہمارے قائم کی طولانی غیبت میں ان کی وحشت کو، ان (خضر) سے مانوس کر دینے سے دور کر دے گا اور ان کی تنہائی کو رفاقت میں بدل دے گا۔ اسی لئے کہتے ہیں حضرت خضر علیہ السّلام امام زمانہ علیہ السّلام کے انیس غیبت ہیں)

<u>باب ۴۴ : (یا باب ۲۹ واں باب)</u>

اس باب میں علامہ مجلسی نے حرم امیر المومنین علیہ السلام میں مقدس اردبیلی کی ملاقات نقل کی ہے۔ پھر میر اسحاق استرآبادی مشہور بہ طی الارض کی ملاقات، میرزا محمد استر آبادی کا واقعہ اور محمد بن عیسی بحرینی کا واقعہ جو انار کے واقعہ سے مشہور ہے، نقل کیا ہے۔

باب ۳۵: (یا ۳۰ والی باب) اس باب میں علامات ظہور جیسے خروج سفیائی اور خروج دجال اور دوسری بہت سی علامتوں کا تذکرہ ہے۔ یہ باب کافی دلچسپ ہے کیونکہ علامتوں کی بحث میں شک و شبہات اور اعتراضات اور مختلف نظریات کی بوچھار ہے۔ علامہ مجلسی نے بہت شبہات کے جواب دئے ہیں۔ علامتوں کے ختم ہونے نہ ہونے کا تذکرہ ہے، ظہور سے پہلے اور ظہور کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب ۲۶ (یا ۳۱ واں باب)

اس باب میں خاص طور سے اس دن کا تذکرہ ہے جس دن آپ کا ظہور ہو گا اور اس دن کیا کیا چیزیں واقع ہوں گی مثلا امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت میں سے قائم کا ظہور جمعہ کے دن ہو گا۔ یا بکرین اعین نے نقل کیا ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے حجر اسود اور اس رکن کے بارے میں کہ جہاں حجر اسود نصب کیا گیا ہے وضاحت فرمائی اور فرمایا: اس رکن سے ایک پرندہ قائم پر اترے گا اور وہ پرندہ سب سے پہلے ان کی بیعت کرے گا خدا کی قسم وہ پرندہ جبرئیل ہے اور یہ وہی رکن ہے جس پر قائم تکیہ کرے گا اور وہ قائم کے وجود پر حجت و دلیل ہے، اور رکن ان لوگوں کے لئے شاہد بھی ہو گا جو لوگ اس جگہ پر اس کی بیعت کریں گے۔ حضرت عیسی علیہ السّلام کا نزول ہو گا اس دن۔ حضرت عبدالعظیم جن کا روضہ مشہد میں ہے، نے امام محمد تقی علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ۳۱۳ نفر ان کے گرد جمع ہو جائیں گے یہ مخلصین ہوں گے۔ پھر حضرت ظہور فرمائیں گے اور جب عہد و میثاق مکمل ہو جائے گا یعنی ان کی تعداد بڑھ کر دس ہزار ہو جائیگی تو خدا کے علم سے قیام کریں گے اور اس قدر دشمنوں کو قتل کریں گے کہ خدا ان سے راضی ہو جائیگا حضرت عبدالعظیم نے دریافت کیا: مولا کیسے معلوم ہو گا کہ خدا راضی ہو گیا؟ فرمایا خدا اپنی رحمت کو ان کے دل پر القاء کرے گا۔

باب ۲۷ (یا ۳۲وال باب)

اس باب میں آپ کی سیرت و اخلاق اور اصحاب کی تعداد اور ان کی خصوصیات و حالات کا تذکرہ ہے۔ یہ باب خاصہ دلچسپ ہے۔ بہت سے اعتراضات کے جواب ہیں ۔ یہ باب ۵۲ ویں جلد کا آخری باب ہے۔

۵۳ ویں جلد

نئی اشاعت کی یہ ۵۳ ویں جلد ہے۔ اگر جلد میں صرف چار باب ہیں چار ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

باب ۲۸ (یا ۳۳واں باب)

اس باب میں امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السّلام کے مشہور صحابی جناب مفضل بن عمر کوفی کے ذریعہ امام زمانہ علیہ السّلام کے ظہور کے وقت کے حالات نقل ہوئے ہیں۔ مفضل بن عمر نے امام صادق علیہ السّلام اور امام موسی کاظم علیہ السّلام سے سوالات کئے ہیں اور ان حضرت نے جواب دئے ہیں۔ مثلا دریافت کیا کہ آیا مہدی منتظر کے ظہور کا وقت معین ہے تا کہ لوگ یہ جان لیں کہ کب ظہور ہوگا ؟ یا انکے ظہور کے وقت حالات کیسے ہوں گے ؟ کیا وقت ظھور معین نہیں ہوا ہے؟ آیہ لیظہرہ علی الدین کلہ ....

کی تاویل کیا ہے ؟ کیا ان کا دین ابراھیم و موسیٰ و عیسی و محمد علیہمالسّلام کا دین ہو گا؟ قوم موسیٰ کو یہودی کہتے ہیں ؟ عیسائیوں کو نصرانی کیوں کہتے ہیں؟ مہدی کس زمین سے ظہور فرمائیں گے؟ غیبت میں ان کا ساتھی کون ہو گا؟ غرض یہ کہ اسی طرح کے بہت سے سوالات کے جواب امام صادق اور امام موسی کاظم علیہما السّلام نے دیئے ہیں۔

باب ۲۹ (یا ۳۴واں باب)

یہ باب رجعت کے بارے میں ہے صفحہ نمبر ۳۹ سے ۱۴۵ تک یعنی ۱۰۱ صفحات پر مشتمل یہ باب کل ۱۶۲ حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ علامہ مجلسی رحمت اللہ علیہ کے بہترین تبصرے، وضاحتیں اور مخالفین کے مدلل جواب اس باب میں نظر آتے ہیں۔ رجعت کی بحث قدرے مشکل بحث اور حساس ہے۔ اہل سنت رجعت پر عقیدہ نہیں رکھتے اس لئے کہ رجعت کی باتیں انہیں اچھی نہیں لگتی ہیں امام باقر علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ رجعت کی باتوں کو ان کے سامنے مت کیا کرو۔

باب ۳۰ (یا ۳۵واں باب)

اس باب میں خلفاء مہدی علیہ السلام اور ان کی اولاد کا تذکرہ اور ان حضرت علیہِ السلام کے بعد کیاحالات ہوں گے کا تذکرہ ہے۔

باب ۳۱ (یا ۳۶ واں باب)

یہ قدیم و جدید دونوں جلدوں کا آخری باب ہے۔ ۲۳ حدیثوں پر مشتمل ہے۔ امام زمانہ علیہ السّلام کی جانب سے وارد ہونے والی توقیعات نقل ہوئی ہیں۔ توقیعات در اصل وہ خطوط یا تحریریں ہیں جسے امام زمانہ علیہ السّلام نے غیبت صغری میں اپنے نائبین خاص کے ذریعہ شیعوں کے مختلف مسائل و مشکلات کے جواب دئے ہیں۔ اور غیبت کبری میں

بھی ہمارے جید علماء نے آپ سے سوالات کئے ہیں یا بعض موقعہ بغیر کسی سوال کے حضرت نے خود ہی اصلاح کے لئے خط بھیجا ہے۔ مضمون کے خاتمہ پر بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ حضرت عجل اللہ تعالی کا ظہور جلد از جلد ہو اور ہم ان کے اعوان و انصار میں شمار کئے جائیں۔ اے رب دو جہاں ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنے علم کی قدر و منزلت کو سمجھیں۔ درک کریں اور ان کی دی ہوئی علم کی روشنی میں اپنے آقا امام عصر علیہ السلام کی معرفت حاصل کریں۔ آمین۔

عصر غیبت اور اہمیت طلب علم

مقدمہ

انشاللہ ہم اس مضمون کے عنوان بالا کے تحت مختلف زاویوں پر طائرانہ نظر ڈالیں گے۔

عصر حاضر

موجودہ دور امام زمانہ علیہ السّلام کی غیبت کا دور ہے جو دوسرے زمانہ کے ادوار سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ دور انسان کی بلند پروازی کا حیرت انگیز دور ہے۔ پچھلے چار قرنوں میں انسان نے ترقی کے جن مراحل کو طئے کیا ہے اس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

یہ ترقی زندگی کے کسی مخصوص شعبہ تک محدود نہیں ہے انسانی زندگی کے تمام پہلؤوں کو مکمل طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس دور کو منکروں نے علم اور سائنس کا دور کہا ہے۔ سائنس کے کمالات نے انسانی زندگی کو آرام اور آسائش سے بھر دیا ہے۔

قرآن نے بھی آخری دور کی علمی ارتقا اور پیغمبر اسلام نے بھی آخری زمانے کے انسان کی مادی ترقیات کا تذکرہ کیا ہے۔ معصومین نے بھی اس دور کے حالات کو اپنی احادیث میں بیان کیا ہے۔

لیکن سائنس نے جہاں ایک طرف راحت کے بیشمار وسائل فراہم کئے ہیں وہیں ایسے گناہوں کو بھی جنم دیا ہے جس کا تصور ماضی میں نہیں ہو سکتا تھا۔ جس گناہ کو انجام دینے کے لیئے ماضی میں محنت و مشقت کی ضرورت تھی اس دور میں ایک کمپیوٹر کے کلک کے ذریعے ممکن ہے۔ وہ ٹیلی ویژن ہو یا انٹرنیٹ جو معلومات بڑھانے کے ساتھ ساتھ ذہنوں کو آلودہ کر کے ہزاروں جانیں خطرہ میں ڈال سکتے ہیں۔ ظلم و استبداد اور بے حیائی نے آزادی فکر اور انسانی حقوق کی بقا کا جامہ پہن لیا ہے۔

اخلاقیات اور انسانیت نے اپنا اعتبار کھو دیا ہے اور دینی اداروں کو شرم و حیا اور دین سے تمسک کو شدت پسندی کا نام دیا جارہا ہے۔ اہل فسق و فجور کے خود ساختہ چلن پر واہ واہ ہو رہی ہے اور دولتمندوں کو سراہا اور نمونہ عمل بنایا جا رہا ہے۔ جس کی پیش گوئی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمائی تھی وہ آخری دور گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :

قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے: تم اپنی پسندیدہ چیز (ظہور قائم) کو نہیں پاؤ گے یہاں تک کہ آنکھ میں سرمہ کے برابر مومنین رہ جایئنگے یا دال میں نمک کے برابر. اس کی مثال یہ ہے کہ انسان گیہوں کا دانا پاک و پاکیزہ کر کے ذخیرہ کرتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد اس میں گھن لگ جاتا ہے۔ پھر اسکو چھلنی سے چھانتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور اچھے دانے کو الگ کرتا ہے۔ اور یہ کام کچھ دنوں کے بعد پھر کرتا ہے۔ اور یہ کام بار بار کرتا ہے یہاں تک کہ اچھا دانا بہت مختصر تعداد میں بچتا ہے۔ امام فرماتے ہے تمہیں بھی اسی طرح چھانا جائے گا۔ یہاں تک کہ سوائے کچھ لوگوں کے کوئی ایمان پر باقی نہیں رہے گا جو خرافات سے محفوظ رہیں گے۔

(بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۱۵)

موجودہ دور نے ہماری زندگی کو پر آسائش تو ضرور بتایا ہے لیکن معنویت اور روحانیت کا برا حال ہے۔ کیا اس مسلئہ کا کوئی حل ہے ؟

اہمیت علم

کسی بھی شے کو ادراک کرنے کے لئے علم کی ضرورت بنیادی طور پر ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔

کسی شی کے متعلق تجربہ حاصل کرنے کے لئے اس کا علم ہونا لازم ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے اسلام کی معلومات لازمی ہے۔ ایمان کے لئے عقائد سے آشنا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا واجب ہے۔ جان لو اللہ طالب علم کو دوست رکھتا ہے۔

(کافی ، ج ۱، ص ۳۵، ح ۱)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات تو طے ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔ غور طلب نکتہ یہ ہے کہ وہی علم قدر و منزلت کا باعث ہو سکتا ہے جو اللہ اور اہل بیت کی محبت کا موجب ہے۔ آیئے ہم ایسے شخص پر نظر ڈالیں جو حصول علم سے غافل ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث جو معصوم سے منقول ہے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

راوی کہتا ہے : میں نے ابو عبد اللہ علیہِ السلام سے یہ سنی :

تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ دین کو گہرائی سے سمجھو۔ ان بدووں کی طرح نہ بنو جو دین کے متعلق گہرائی اور گیرائی نہیں رکھتے۔ قیامت کے دن اللہ نہ ان پر نظر ڈالے گا نہ ان کے اعمال پاکیزہ کرے گا۔

(کافی ج ۱، ص ۳۰، ح ۱)

عالم دین انسان کو بہشت سے قریب کرتا ہے اور جہالت اور لا علمی انسان کو اللہ کی رحمت سے دور کرتی ہے علم وہ نور ہے جو انسانی ذہن اور فکر کو اجاگر کرتا ہے اور اس میں نمو پیدا کرتا ہے۔ امام موسی کاظم علیہ السّلام ایک طویل حدیث میں ہشام کو نصیحت کرتے ہیں :

اللہ کے احکام کی زیادہ معلومات رکھنے والوں کی عقلیں قوی ہوتی ہیں اور جن کی عقلیں قوی ہوتی ہیں وہ دنیا اور آخرت میں بلند مرتبہ کے حامل ہوتے ہیں۔

(کافی ج ا ، ص ۱۳، ح ۱۲)

ایک مثال کے ذریعے علم کی اہمیت اور لا علمی کے شر کو واضح کرتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اجر وثواب عقل پر موقوف ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ایک جزیرہ میں مشغول عبادت تھا جو سرسبز و شاداب تھا۔ اس پر نہریں جاری تھیں۔ ایک فرشتہ کا اس عابد کے پاس سے گزر ہوا۔ اس نے اللہ سے اس عابد کے اجر و ثواب کے متعلق دریافت کیا۔ جب اللہ نے فرشتے کو اس عابد کے اجر سے آشنا کیا تو اس کی عبادت کی بہ نسبت بہ اجر بہت مختصر نظر آیا۔

اللہ نے اس فرشتہ کو عابد کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا۔ وہ فرشتہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ عابد کے دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا میں نے تمہاری عبادت اور روحانیت کے بارے میں سنا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ عبادت خدا کروں۔ اس فرشتہ نے عابد کے ساتھ ایک دن گذار نے کے بعد کہا :

تمہاری یہ سر سبز وادی پر تمہاری عبادت کی جگہ بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اور بہت مناسب ہے کہ اسے عبارت ہی کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔ اس پر عابد نے کہا تم نے ٹھیک کہا لیکن اس جگہ میں ایک کمی ہے۔ دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ ہمارے رب کے پاس کوئی جانور نہیں ہے۔ کاش اس کے پاس ایک گدھا ہوتا

تا کہ وہ یہ گھاس کھا لیتا۔ فرشتہ نے دریافت کیا کہا تمہارے رب کے پاس گدھا نہیں ہے۔ جواب ملا: اگر ہوتا تو یہ گھاس اس طرح ضائع نہ ہوتی۔ اللہ نے فرشتہ پر وحی کی ہم ہر شخص کو اس کی عقل کے مطابق اجر دیتے ہیں۔

(کافی ، ج ا, ص ۱۱, ح ۸)

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ علم حاصل کریں تا کہ صاحب عقل بنیں۔ امام محمد باقر علیہ السّلام کی یہ حدیث اکثر ہماری نظروں سے گزرتی ہے۔ ایسا عالم جو اپنے علم سے استفادہ کرے ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

(کافی ، ج ۱، ص ۳۳، ح ۸)

ہم اپنی مختصر سی بحث کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ کوئی سرچشمہ علم ہے جس کی طرف رجوع کرنے سے ہمیں علم و یقین کی منزلیں دکھائی پڑنے لگتی ہیں۔ اور وہی ہمارے لئے نجات دہندہ ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے سملہ ابن کہیل اور حکم این عتیبہ سے ارشاد فرمایا :

مشرق اور مغرب میں تم کہیں جاؤ ہمارے علاوہ تمہیں کہیں حقیقی علم حاصل نہیں ہو گا۔ (بس یہ ثابت ہوا کہ حقیقی سرچشمہ علم معصومین علیہم السّلام ہے)۔

(کافي ، ج ۱، ص ۳۹۹، ح ۳)

ہم اس جگہ قرآن جو کلام الہی ہے اور تمام خشک و تر اس میں سمٹے ہوئے ہیں اور احادیث جو اہل بیت علیہم السّلام سے مروی ہیں قارئین کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

<u>ایک معاشرتی پہلو</u>

ایک مومن کی دو ذمہ داریاں ہیں۔ ایک یہ کہ ترقی کی راہ پر گامزن رہے اور دوسرے یہ کہ وہ دوسروں کی اس کے امور میں مدد کرے چاہے وہ اس کے اہل و عیال ہوں یا دوست یا معاشرہ۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اللہ تعالی کی عبادت مومن کا حق ادا کرنے سے بہتر کسی چیز سے نہیں ہو سکتی ہے۔

(کافی ، ج ۱، ص ۱۷۰ ، ح ۴)

لہذا یہ ضروری ہے کہ اس مسئلہ کا حل انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر ہو۔

علم کیسے ایمان کو محفوظ رکھ سکتا ہے؟

گذشتہ صفحات میں علم کی فضیلت بیان ہو چکی ہے۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا علم میں وہ طاقت پائی جاتی ہے جو ہمارے نفس میں اٹھتی ہوئی خواہشات کی لہروں کو خاموش کر سکے۔ کیا ہم اجتماعی اور انفرادی طور پر عصر غیبت میں صراط مستقیم پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

اس سوال کا جواب ہے ہاں۔ لیکن ہر شئے کی طرح اس امر میں بھی اللہ اور اہل بیت کی مدد درکار ہے۔

پہلا قدم

چونکہ انسان ایک سماجی جانور ہے لیکن اس کی اشرفیت کا دار و مدار علم ہے جسے حاصل کرنے کے لئے خداوند متعال نے ہمارے لئے قرآن کریم اور معصوم رہبروں کا ذریعہ قرار دیا ہے اس لحاظ سے ہماری انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے بہت سی ذمہ داریاں ہیں جنہیں ہم چند احادیث کے ذریعہ بیان کریں گے جو غور طلب ہیں۔ انسانی زندگی دو کیفیات سے خالی نہیں ایک وہ کیفیت جو دور مصائب میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری وہ کیفیت جو خوشحالی اور صحت مندی کے دور میں پائی جاتی ہے۔ صاحب عقل و فہم کا مصائب کے دور کیا رویہ رہنا چاہئے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

آل داود کی حکمت میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ عاقل اپنے زمانے کے حالات سے آگاہ ہو اپنے آپ سے آگاہ ہو اور اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔

(کافی ، ج ۲، ص ۱۱۶، ح۲۰)

امام جعفر صادق علیہ السّلام کا یہ جملہ کتنا واضح ہے :

صاحب عقل و فہم دینی اور دنیوی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے حالات کا جائزہ لے گا اور خاموشی سے آگے بڑھے گا۔

ایک تعلیم یافتہ شخص کے لئے معاشرہ کے مسائل کو سمجھنا اور مناسب حل تلاش کرنا دشوار نہیں ہے۔ چونکہ ہم غیبت کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لہذا اب ہمیں

پہچاننا ہوگا، معرفت حاصل کرنی ہوگی اس ذات کی جو ہماری ذمہ دار ویوں سے ہمیں آگاہ کرتا ہے۔

لہذا عصر غیبت میں اہم ترین ذمہ داری معرفت ہے۔ مکیال المکارم کے ۱۷۰ سے ۱۷۵ صفحات کا یہاں پر خلاصہ پیش کر دینا کافی ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں :

اے فضیل اپنے امام کو پہچانو. اگر تم اپنے امام کی صحیح معرفت رکھتے ہو تو اس امر کی تعجیل تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی کیونکہ جو شخص اپنے امام کی معرفت رکھتے ہوئے فوت ہو جائے اس کی مثال ایسی ہے جیسے وہ امام کے خیمے میں موجود ہو یا ان کے علم کے نیچے بیٹھا ہو۔

(کافی ، ج ۱، ص ۳۷۱)

راوی کہتا ہے کہ پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا :

یہ ایسا ہے جیسے وہ رسول اللہ کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہوا ہو۔

(کافی، ج ۱، ص ۳۷۱)

اسی کتاب میں بسند معتبر

فضیل ابن یسر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے سنا: جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو امام کی معرفت کے ساتھ مر جائے اس کو اس امر (ظہور) کی تعجیل و تاخیر کا کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اور جو امام وقت کی معرفت کے ساتھ مر جائے ایسا ہے جیسے وہ امام کے خیمے میں موجود ہو۔

(کافی، ج ۱, ص ۳۷۱)

تفسیر برہان مین معاویہ ابن وہب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

انسان کا سب سے بہترین اور اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کرے اور اس کی عبودیت کا اقرار کرے ... اور اس کے بعد رسول خدا کی معرفت اور انکی نبوت

کی گواہی دے اور اس کے بعد امام وقت کی معرفت کے بعد ہر حالت میں اسکی اطاعت کرے۔

(تفسیر برہان ، ج ۲، ص ۳۴، ح ۳)

لہٰذا ادور غیبت میں معرفت کو ہر علم پر فوقیت حاصل ہونا چاہیے۔ یہ حقیقی علم ہے اس کی تعلیم و تعلم دونوں لازم و ضروری ہے۔ مذکورہ حدیث میں معرفت کی اہمیت بیان ہوتی ہے امام محمد باقر علیہ السّلام اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہیں :

بے شک معرفت حدیث کو درک کرنا اور سمجھنا ہے اور حدیث کا درک کرنا مومن کو ایمان کے بلند ترین ایمان کے درجات تک پہنچاتا ہے۔

آئیے ایک مثال کے ذریعے اس کو واضح کریں۔

بعض اوقات کسی ڈاکٹر کو سیگریٹ پینے یا شراب خوری کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، وہ جانتا ہے کہ دونوں چیز میں نقصان دہ ہے۔ لیکن اگر یہی ڈاکٹر خدانخواستہ کینسر کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو کیا وہ پھر بھی سگریٹ پیئے گا نہیں۔

علم یقین

علم وہ نور ہے جس کا مسکن انسان کا قلب ہے۔

قلب کا لفظ تشریح طلب ہے انشاء اللہ آئندہ) یعنی وہ علم جو ائمہ معصومین علیہم السلام اور پاکیزہ نفوس افراد کے ذریعہ دستیاب ہوا ہے۔ علم اور یقین کی ایک الگ بحث ہے اس ضمن میں اتنا لکھ دینا کافی ہو گا کہ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تمام امامان معصوم نے دور غیبت میں علم حاصل کرنے اور یقین سے قلب کو منور رکھنے کے لئے بہت تاکید کی ہے چنانچہ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا ہے : اے میرے پروردگار مجھے میرے بھائیوں سے ملادے اصحاب نے دریافت کیا۔ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

نہیں تم میرے اصحاب ہوں۔ میرے بھائی آخر الزمان میں وہ لوگ ہیں جو دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائینگے.... پھر آپ نے ان کا مرتبہ بیان کیا۔ (بحار الانور، ج ۵۲، ص ۱۲۵)

آئیے تجدید عہد کریں کہ اس خدمت عظیم کو انجام دینگے اور امام علیہ السّلام کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور یہ عہد کریں کہ ان کا حتی الامکان دفاع کرینگے جس طرح ہم دعائے عہد میں پڑہتے ہیں۔

اے اللہ آج کی صبح اور ہر صبح میں، اپنی گردن پر ان کی بیعت اور انکی نصرت کے وعدہ کی تجدید کرتا ہوں۔ میں ہرگز اس سے نہ کنارہ کش ہوں گا نا ہی اس سے دوری اختیار کرونگا۔ آمین۔